سوانح
جناب قنبر رحمۃ اللہ علیہ

زبدۃ العلماء سید آغا مہدی لکھنوی مرحوم

اس دورِ غلامی کو مٹانے کے لئے
اس عہد کو یارب کوئی قنبرؓ دیدے

سوانح

جناب قنبر رحمۃ اللہ علیہ

مصنّف

زبدۃ العلماء سیّد آغا مہدی لکھنوی

رحمت اللہ بک ایجنسی
کاغذی بازار میٹھادر
کراچی ۷۴۰۰۰
فون: 2431577 - 2440803

کتابیات

★ اقتباس الانوار۔ عربی و فارسی
★ ارجح المطالب عبیداللہ امرتسری اردو
★ ارشادیہ چودھویں رات کا چاند
★ بحار الانوار نویں جلد عربی
★ رسالہ میراثی نجومی اردو چھاپہ
★ تاریخ ابن وردی عربی
★ تذکرۃ الحیوان اردو مخطوطات
★ ترجمہ مجالس المومنین طبع آگرہ اردو
★ جواہر سنیہ در احادیث قدسیہ عربی
★ حجج البالغہ تفسیر سورۃ فاتحہ اردو مخطوطات
★ حملہ حیدری فاضل باذل فارسی نظم
★ دیوان حضرت امیرؑ عربی نظم
★ رقعات مرزا قتیل فارسی
★ زاد الزائرین اردو سفرنامہ آخوند
مرزا قاسم علی مرحوم
★ الزہرا اردو
★ سواء السبیل شرح زاد قلیل عربی
★ صحیفۂ کاملہ عربی
★ عرائس التیجان ثعلبی
★ عزر المخصائص ابن وطواط عربی
★ لوائح الجنان مخطوطات
★ فضائل مرتضوی مولوی مرزا باقر علی دہلوی
طبع ممتاز المطابع دہلی
★ قصۃ المیمون شیخ احمد درویش عربی
★ الکافی یعقوب کلینی عربی
★ لغات کشوری مولوی سید تصدق حسین
کشوری اردو
★ لوائح الاحزان
★ مدینۃ المعاجز عربی طبع ایران
★ معجم المطالب جرجیس ہمام عربی
★ مناقب ابن شہر آشوب عربی
★ مناقب ترمذی کشفی فارسی
★ ناسخ التواریخ جلد ششم طبع بمبئی
★ ینابیع الانوار تفسیر کلام اللہ الجبار
عربی مخطوطات کتبہ ممتاز العلما لکھنؤ
★ ینابیع المودت طبع بمبئی
★ معدن الفوائد
★ رجال کشی عربی

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
عرضِ حال	۴	بیان حزب اختلاف ذکر قنبرؓ	۴۰
سوانح قنبرؓ پر ایک نظر	۵	خدمت خلق کا اعلیٰ جذبہ	۴۰
ابتدائیہ	۱۱	جود و سخا کا ایک منظر	۴۰
غلامی	۱۶	صفتِ سلیمان نبیؑ میں شرکت	۴۱
جناب قنبرؓ	۲۰	صفت حضرت موسیٰؑ کی جھلک	۴۳
تحقیق لفظ قنبر	۲۲	صفت موکلانِ دوزخ	۴۴
آغازِ حیات	۲۳	علم ہدایت شمیم ہاتھ میں	۴۶
قنبرؓ کا وطن	۲۵	شہادت قنبرؓ کی پیشین گوئی	۴۷
نقشہ ممالک (اسلامی قدیم)	۲۸	عناصر اربعہ ۳۶ھ سے ۴۰ھ تک	۴۷
قصۃ المیمون	۲۹	واقعہ کربلا میں کیوں شریک نہ ہوسکے؟	۴۹
حلیہ اور سراپا کمالات	۳۰	امام مظلومؑ کو سفر میں قنبرؓ کی یاد	۴۹
مولاؑ کا خط قنبرؓ کے نام	۳۰	شہادتِ قنبرؓ اور قاتل کا تعارف	۵۰
بزم امام صادقؑ میں قنبرؓ کی یاد	۳۱	مزارِ قنبرؓ	۵۳
فصاحت و بلاغت	۳۲	اولادِ قنبرؓ	۵۵
فضل و شرف (علم)	۳۶	قنبرؓ کی شہادت پر سید سجادؑ کا تاثر	۵۵
دربارِ معاویہ میں سخت گفتگو	۳۶	علمائے دین کی نظر میں قنبرؓ	۵۷
درس مساوات	۳۸	تصویرِ قنبرؓ	۵۸
رفاقتِ علیؑ	۳۹	ادبیات	۵۸

عرضِ حال

اسلام نے غلامی کی اقدار کو یکسر بدل ڈالا اور آلِ محمد علیہم السلام نے اپنے حسنِ کردار سے غلام کو کچھ یوں جِلا بخشی کہ آج ہمارے لیے آلِ محمدؑ کے غلاموں کی غلامی سرمایۂ افتخار ہے۔ ان کے غلاموں کے قدموں میں سرِ نیاز خم کرنے میں روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

جناب قنبر علیہ الرحمہ کی ذاتِ گرامی آلِ محمدؑ سے کچھ یوں وابستگی و پیوستگی رکھتی ہے کہ جس طرح حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ایسے آقا کے ساتھ بلالؓ کا نام آتا ہے۔ اسی طرح حضرت علیؑ کے ساتھ قنبرؓ کا نام لازم ہے۔ جناب قنبرؓ سے متعلق بہت کم معلومات پائی جاتی ہیں۔ خصوصاً یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ جناب قنبرؓ واقعۂ کربلا کے وقت کہاں تھے۔ نیز ان کی وفات کیونکر ہوئی۔ ان سب امور کا جواب آپ کو زیرِ نظر سوانح میں ملے گا اور علمی قدر و منزلت۔ مجد و شرف اور محبت و مودتِ جناب قنبرؓ نمایاں نظر آئیگی اور یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگا کہ جناب قنبرؓ غلام تھے یا عالمِ علوم اہلبیتؑ تھے۔

جناب لسان الملت مولانا سیّد آغا مہدی لکھنوی مدظلہ العالی سوانحِ قنبرؓ کے مرتب ہیں جن کی ذاتِ گرامی صحتِ سوانح نگاری میں مستند کی حیثیت رکھتی ہے دعا گو ہیں کہ مومنین اس سے استفادہ فرمائیں اور غلامئ قنبرؓ ایسا شرف پائیں۔

فقط والسلام

(الحاج خواجہ حبیب علی)

سوانحِ قنبرؓ پہ ایک نظر

گزشتہ زمانے میں دنیا کے ہر گوشے میں غلامی کا رواج عام تھا۔ اور غلاموں سے بہت ناروا سلوک کیا جاتا تھا۔ اسلام غلامی کو پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر اس قبیح رواج کو یک قلم ختم کرنا ناممکن امر تھا۔ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ "اسلام نے غلام خریدنے اور رکھنے کو حرام کیوں قرار نہ دیا" لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ اسلام کی حکومت پوری دنیا پر نہیں تھی۔ اگر غلام رکھنے اور خریدنے کو اسلام حرام قرار دے دیتا تو نتیجہ صرف یہ ہوتا کہ مسلمان تو غلاموں کو نہ خرید سکتے لیکن غیر مسلم ملکوں میں تو خریداری بند نہ ہوتی۔ غیر مسلم تو ضرور خریدتے۔ یعنی بکنے والے غلام سب کے سب غیر مسلم ملکوں میں کفار کے قبضے میں جاتے جو ان بکنے والوں کو حسبِ دستور خرید کر اپنے بے رحمانہ سلوک اور ظلم و ستم کا نشانہ بناتے رہتے اور پھر ان غلاموں کی آزادی کا بھی کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ اس لیے اسلام نے یہ بہتر جانا کہ مسلمانوں پر غلاموں کی خریداری کو حرام قرار نہ دیا جائے۔ تاکہ فروخت ہونے والے مظلوم اور مصیبت زدہ انسانوں کی کچھ تعداد تو مسلمانوں کی خریداری میں آ کر کفار کے قبضے میں جانے اور ان کے ظالمانہ و بیرحمانہ سلوک کا نشانہ بننے سے بچ جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کو رحم کی تعلیم دی گئی ہے اس لئے رسولِ خداؐ جانتے تھے کہ مسلمان لوگ اپنے خریدے ہوئے غلاموں سے کافروں کی طرح ظالمانہ سلوک نہ کریں گے پس ایک وجہ تو یہ تھی کہ سب فروخت ہونے والوں کو تو کافروں کے ظلم و تشدد سے بچایا ہی نہیں جا سکتا تھا کیونکہ اسلام کی حکومت ساری دنیا پر نہیں ہے لیکن ایک بڑی تعداد کو خرید کر کفار سے بچایا جا سکتا ہے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ اسلام نے مختلف گناہوں کا کفارہ غلام آزاد کرنے کو

قرار دیا تھا جس کی وجہ سے مسلم دنیا میں غلاموں کو آزادی ملنے کے مواقع میسّر ہو سکتے تھے۔ مگر کفار کے قبضے میں جانے والوں کو آزادی ملنا قریباً ناممکن تھا۔ اس لئے اسلام نے غلام خریدنے کو حرام قرار نہیں دیا تاکہ غلاموں کی ایک بڑی تعداد کو کفار کی دائمی غلامی سے بچا کر آزادی کے مواقع دیے جائیں۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ اسلامی رحم و کرم سے متاثر ہو کر اور اسلام کی خوبیاں کو دیکھ کر غلاموں کے اسلام قبول کر لینے کا امکان تھا۔ پس اسلام نے چاہا کہ فروخت ہونے والوں کی ایک بڑی تعداد کافروں کے ظالمانہ برتاؤ سے بھی بچ جائے۔ ان کو آزادی کے مواقع بھی ملے۔ ان وجوہات کی بنا پر غلامی کو حرام قرار نہ دینا ہی بہتر تھا۔

اسلام نے پہلے تو غلامی کو صرف حربی کفار میں محدود کر دیا جو جنگ و جدال کے نتیجہ میں اسیر کر لیے جاتے تھے اور یہ ایک ناگزیر ضرورت تھی کیونکہ اسلام کی جنگ اسی وقت ہوتی ہے جب دشمن حد سے تجاوز کر کے انتہائی خطرناک صورت حال پیدا کر دے۔ اب اگر ایسے گروہ کے آدمی کو آزاد چھوڑ دیا جائے گا تو وہ تخریب کاری سے باز نہیں رہ سکے گا۔ کیونکہ جو لوگ بغاوت و سرکشی سے امن عامہ کو خطرے میں ڈال چکے ہوں آئندہ بھی ان پر اعتماد نہیں رہتا اور موجودہ سیاست کے مطابق ایسے افراد کی سزا موت یا حبسِ دوام ہے لیکن اسلام کے قوانین میں سنگ دلی کی بجائے عفو و رحم زیادہ غالب ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے لیے اسلام نے یہی سزا تجویز کی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے اور نہ ہی جیل بھیجا جائے بلکہ ان کی آزادی سلب کر لی جائے۔ جو نسبتاً بہت نرم سزا ہے اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ دشمن کو نسلاً بعد نسل غلامی کا ڈر مسلمانوں کے خلاف جنگ کا محاذ قائم کرنے سے مانع ہو۔ پھر پیغمبرِ اسلامؐ نے غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی اور بردہ فروشی

کی سختی سے مذمت فرمائی۔ کفارہ میں غلاموں کی آزادی کو جگہ دی۔ مصارفِ زکوٰۃ میں ان کی آزادی کا حصہ قائم کیا۔ کسی جسمانی لاغری سے اگر غلام ناکارہ ہو جائے تو وہ خود بخود آزاد متصور ہو گا۔ اگر کنیز صاحبِ اولاد ہو جاتی ہے تو مالک کی وفات کے بعد ہمیشہ کے لئے آزاد ہو گی۔ اور پھر یہ کہ اگر تھوڑے سے غلام باقی رہ جائیں تو پھر ان سے حسنِ سلوک مساوات کی بنیاد پر ہے۔ چنانچہ رسولِ کریمؐ نے ارشاد فرمایا "جو خود پہنتے ہو وہی انہیں پہناؤ اور جو خود کھاتے ہو وہی انہیں کھلاؤ۔" جب غلام سے اس بنیاد پر حسنِ سلوک ہو تو آزاد ہو کر از خود اس کی کدورت رفع ہو چکی ہوتی ہے اور اسلامی تعلیم کا اس پر گہرا اثر ہوتا ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ غلاموں سے گہری ہمدردی رکھتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنی محنت کی کمائی سے تقریباً ایک ہزار غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرتؑ صرف غلاموں کو خرید کر آزاد کر دینے پر ہی اکتفا نہ فرماتے تھے بلکہ محتاج غلاموں کی کفالت بھی اپنے ذمہ لے لیتے تھے اور ان پر اس قدر مہربان و شفیق تھے کہ یہ گمان تک نہ ہوتا تھا کہ کبھی قصور پر انہیں سزا بھی دیں۔ ایک مرتبہ ایک غلام کو کسی کام کے لئے آواز دی۔ چند بار پکارنے پر بھی وہ نہ آیا۔ آپؑ نے باہر جھانکا تو دیکھا کہ وہ باہر کھڑا ہے۔ فرمایا میں نے تمہیں اتنی مرتبہ بلایا کیا تم نے میری آواز نہیں سنی؟ اس نے جواب دیا میں تو خاموش اس لئے رہا کہ مجھے آپؑ کی طرف سے یہ خطرہ نہ تھا کہ میرے جواب نہ دینے پر آپؑ مجھے سزا دیں گے۔ حضرتؑ نے جب یہ سنا تو فرمایا الحمد للہ کہ اس نے مجھے ایسا قرار دیا جس (کے گزند) سے خلقِ خدا اپنے کو محفوظ سمجھتی ہے۔ اٹھو تم راہِ خدا میں آزاد ہو۔

ایک دفعہ جناب امیرؑ اپنے عزیز غلام قنبرؓ کے ساتھ بازار گئے۔ دو پیرہن خریدے ایک عمدہ اور ایک سستا۔ قنبرؓ سے کہا "عمدہ کپڑا تم لے لو اور سادہ میرے

لئے رکھ لو۔" قنبرؓ نے عرض کیا "مولا! آپ آقا ہیں۔ اچھا کپڑا خود زیب تن فرمایئے"۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا "قنبرؓ تم جوان ہو۔ تم میں شباب کا ولولہ ہے۔ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ میں (پوشش میں) اپنا معیار تم سے بلند رکھوں۔" یہ بات اس لحاظ سے نرالی نہیں ہے کہ ایک آقا نے کم قیمت لباس پہنا اور غلام کو مہنگا کپڑا دیا۔ کیونکہ کئی حکمران ایسے کردار کے ملتے ہیں جنہوں نے اپنے غلاموں کو آراستہ و پیراستہ کیا مگر محض لباس فاخرہ و ظاہری نمائش سے احساس غلامی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس طرح کی وضع قطع بعض اوقات غلامی کا احساس ابھارتی ہے۔

اس واقع میں امیر المومنینؑ کی انسانی نفسیات و احساسات پر نظر غائر، توجہ کے قابل ہے کہ کس انداز سے انہیں کپڑا دیا کہ قنبرؓ کو یہ احساس نہیں ہوا کہ عمدہ لباس غلام نوازی کی بناء پر عطا ہوا ہے۔ بلکہ آپؑ نے شباب و پیری کے فرق کو بیان فرما کر ایسا خیال ابھرنے ہی نہ دیا۔ اور غلام کا ذہنی رخ موڑ کر یہ تاثر دیا کہ سن و سال کے لحاظ سے انسان کے طبعی تقاضوں میں فرق ہوتا ہے۔ مگر انسان ہونے کے اعتبار سے سب کے احساسات یکساں ہوتے ہیں۔ یہ وہ طرزِ عمل تھا جس نے غلاموں میں بیداری پیدا کی، ان میں مخفی صلاحیتوں کو روبہ عمل لانے کی تحریک پیدا کی چنانچہ اسی ذہنی نمود کے نتیجہ میں غلاموں میں سے ایک طبقہ غلامی کی زنجیریں توڑ کر اپنی سعی و کاوش سے تختِ شاہی کی بلندیوں تک پہنچا اور سلطنتوں کا بانی قرار پایا۔ حضرات محمدؐ و آل محمد علیہم السلام نے غلاموں اور کنیزوں سے ایسا عمدہ اور رحمدلانہ سلوک کیا کہ ان کے غلام اور کنیزیں آج فخر اسلام ہیں۔

شاعر اہلبیت جناب ح۔ح اسیر ایرانی کہتے ہیں

یہ قنبرؓ کا نصیبہ تھا، فضہؑ کی قسمت تھی
نہیں ملتی فضیلت بھی کسی کو یوں مقدر سے

غلامی حضرت مولا علیؑ کی عین ایماں ہے
غلامی میں مزا کیا ہے؟ یہ پوچھے کوئی قنبرؓ سے

حضرت قنبرؓ حضرت علیؑ کے وفادار غلام ہیں جن کی شان نہایت بلند ہے حضرت شمس تبریزؒ جیسے انسان اپنے آپ کو قنبرؓ کا غلام کہتے ہیں اور اس غلامی پر فخر کرتے ہیں جیسا کہ ان کے کلام گلزارِ شمس میں موجود ہے ؎

شمسؒ غلام قنبرت، دم بہ دم علیؑ علیؑ

یعنی (اے مولا علیؑ) شمسؒ تو آپ کے قنبرؓ کا غلام ہے جس کے ہر ہر سانس کا وظیفہ علیؑ علیؑ ہے اور حضرت نظام الدین اولیاؒ نے حضرت علیؑ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

نظام الدین حیا دارد کہ گوید بندہ شاہم
ولیکن قنبرؓ او را کمینہ یک گدا باشد

ترجمہ:۔ نظام الدین یہ کہنے سے حیا رکھتا ہے (یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا) کہ "میں شاہ (علیؑ) کا غلام ہوں" لیکن ان کے قنبرؓ کا کمینہ گدا (فقیر) ہے۔ (تجلی عرفان) اور سید نور الدین محمود شاہ نعمت اللہ کرمانی ولیؒ اپنے دیوان جلد اول صفحہ ۱۲ فن ادب مطبوعہ ۱۹۰۴ء میں منقبت حضرت علیؑ کے ذیل میں جناب قنبرؓ کے مرتبے اور منزلت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

مسند نشین مجلس ملک ملائکہ
دو آرزوئے مرتبہ و جاہ قنبر است

(اے مولا علیؑ) فرشتوں کے سرگروہ (جبرئیل امینؑ) آپ کے غلام قنبرؓ کی منزلت اور مرتبے کے آرزو مند ہیں۔

اس قابلِ قدر ہستی کی شہادت کی خبر حضرت علیؑ نے پہلے ہی اپنے باوفا غلام جناب قنبرؓ کو دے دی تھی ملا عبد الرحمٰن جامی اپنی کتاب شواہد النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ایک روز حجاج بن یوسف لعین نے اپنے خادموں سے کہا "میں چاہتا ہوں کہ اصحابِ علیؑ میں سے کسی کو گرفتار کروں اور اس کو قتل کر کے خدا کا قرب حاصل کروں۔" اس کے خادموں نے کہا "حضرت علیؑ کا ساتھی قنبرؓ سے بڑھ کر اس وقت کوئی ہمیں معلوم نہیں۔" پس حجاج نے جناب قنبرؓ کو طلب کر کے ان سے کہا "علیؑ کے دین و مذہب سے بیزاری و نفرت ظاہر کر۔" قنبرؓ نے کہا "مجھے بتا کہ علیؑ کے دین سے بہتر دین کون سا ہے؟" حجاج بولا۔ "میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ تو جس طرح سے قتل ہونا چاہتا ہے پسند کر لے۔" قنبرؓ نے کہا "جس طرح سے تو چاہے قتل کر لے مگر جس طرح سے آج تو مجھے قتل کرے گا اسی طرح سے کل (روزِ قیامت) میں تجھے قتل کروں گا۔ کیونکہ مجھے مخبر صادق وصی برحق علی ابن ابی طالبؑ نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ تجھے ظالم حجاج ظلم سے قتل کرے گا۔" الغرض حجاج بن یوسف نے حضرت قنبرؓ کو ظلم سے شہید کر دیا۔

حضرت قنبرؓ شہید نے حجاج بن یوسف لعین جیسے سفاک دشمنِ اہلبیتؑ کے سامنے کلمۂ حق ادا کر کے بہترین جہاد کیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا گئے کہ حضرت علیؑ آئندہ واقعات کے عالم ربانی ہیں ان کے دین سے بہتر کوئی دین نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ اور رسول اللہؐ کا دین ہے۔

اس مردِ مجاہد کی سوانح عمری لکھنے کا فخر لسان الملت مولانا سید آغا مہدی رضوی لکھنوی کو حاصل ہے اور مجھ حقیر کو بہ استمداد علویہؑ یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اس عظیم المرتبت ہستی کی نورانی سوانح حیات کی اشاعت کروں دعا گو ہوں کہ مومنین ہمارے آقا اور حضرت علیؑ کے وفادار غلام جناب قنبرؓ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی سے استفادہ فرمائیں اور غلامی قنبرؓ ایسا شرف پائیں۔

دعا گو
خادم جناب قنبرؓ
اکبر ابن حسن عفی عنہ

یا فتاحُ

ابتدائیہ

باسمہٖ سبحانہٗ

توفیق ایزدی اور حیدر صفدرؑ کا اعجاز تھا کہ اُن کے صاحبِ طرز غلام قنبر رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی بھی کم از کم وقت میں تدوین پا گئے فالحمد للہ حمداً کثیراً آج سے بہت پہلے یہ ذخیرہ صفحۂ قرطاس پر آ چکا تھا ترتیب و تشکیل کی ضرورت تھی جو مسبب الاسباب نے پوری کی۔ اس طبعِ خاص کے واقعاتِ زیست سننے والوں کو ورطۂ حیرت میں ڈالتے ہیں اور حالات سے آگاہی حاصل کرنے والا جان لیتا ہے کہ وہ کبھی مہاجر، کبھی خادم کبھی سفیر، کبھی علمدار، کبھی صیغۂ مال کے اعلیٰ نگران، کبھی شعلہ بیان مقرر، کبھی قیدی اور آخر میں ظالم دشمن کے ہاتھ سے ذبح ہو کر اپنے خونِ ناحق میں آغشتہ شہادت کا درجہ حاصل کر کے بل احیاءٌ کی منزل پر پہنچے مدینہ کی علم نواز ہواؤں نے اُن میں ادب حکمت فہم ادراک اور اللہ جانے کس کس خوبی کا ذوق رچا بسا دیا تھا۔ رجال نجاشی قدمار کا رشحہ ایک کتاب اخبار قنبر کا ایک نام پایا جاتا ہے جو نادر ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کہاں ہے۔

ایک روز حجاج بن یوسف لعین نے اپنے خادموں سے کہا "میں چاہتا ہوں کہ اصحابِ علیؑ میں سے کسی کو گرفتار کروں اور اس کو قتل کر کے خدا کا قرب حاصل کروں۔" اس کے خادموں نے کہا کہ "حضرت علیؑ کا ساتھی قنبرؓ سے بڑھ کر اس وقت کوئی ہمیں معلوم نہیں۔" پس حجاج نے جناب قنبرؓ کو طلب کر کے ان سے کہا کہ "علیؑ کے دین و مذہب سے بیزاری و نفرت ظاہر کر۔" قنبرؓ نے کہا "مجھے بتا کہ علیؑ کے دین سے بہتر دین کون سا ہے ؟ حجاج بولا۔ "میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ تو جس طرح سے قتل ہونا چاہتا ہے پسند کر لے۔" قنبرؓ نے کہا "جس طرح سے تو چاہے قتل کر لے مگر جس طرح سے آج تو مجھے قتل کرے گا اسی طرح سے کل (روزِ قیامت) میں تجھے قتل کروں گا۔ کیونکہ مجھے مخبر صادق وصی برحق علی ابن ابی طالبؑ نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ تجھے ظالم حجاج ظلم سے قتل کرے گا۔" الغرض حجاج بن یوسف نے حضرت قنبرؓ کو ظلم سے شہید کر دیا۔

حضرت قنبرؓ شہید نے حجاج بن یوسف لعین جیسے سفاک دشمنِ اہلبیتؑ کے سامنے کلمۂ حق ادا کر کے بہترین جہاد کیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا گئے کہ حضرت علیؑ آئندہ واقعات کے عالم ربانی ہیں اُن کے دین سے بہتر کوئی دین نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ اور رسول اللہؐ کا دین ہے۔

اس مردِ مجاہد کی سوانح عمری لکھنے کا فخر لسان الملت مولانا سید آغا مہدی رضوی لکھنوی کو حاصل ہے اور مجھ حقیر کو بہ استمداد علویہؑ یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اس عظیم المرتبت ہستی کی نورانی سوانح حیات کی اشاعت کروں دعا گو ہوں کہ مومنین ہمارے آقا اور حضرت علیؑ کے وفادار غلام جناب قنبرؓ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی سے استفادہ فرمائیں اور غلامی قنبرؓ ایسا شرف پائیں۔

دعا گو { خادم جناب قنبرؓ
اکبر ابن حسن عفی عنہ }

یا فتاحُ

ابتدائیہ

باسمہٖ سُبحانہٗ

توفیق ایزدی اور حیدر صفدرؑ کا اعجاز تھا کہ اُن کے صاحب طرز غلام قنبر رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی بھی کم از کم وقت میں تدوین پا گئے فالحمد للہ حمداً کثیراً آج سے بہت پہلے یہ ذخیرہ سفحۂ قرطاس پر آ چکا تھا ترتیب و تشکیل کی ضرورت تھی جو مسبب الاسباب نے پوری کی۔ اس عبدِ خاص کے واقعاتِ زیست سُننے والوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں اور حالات سے آگاہی حاصل کرنے والا جان لیتا ہے کہ وہ کبھی مہاجر، کبھی خادم، کبھی سفیر، کبھی علمدار، کبھی صیغۂ مال کے اعلیٰ نگران، کبھی شعلہ بیان مقرر، کبھی قیدی اور آخر میں ظالم دشمن کے ہاتھ سے ذبح ہو کر اپنے خونِ ناحق میں آغشتہ شہادت کا درجہ حاصل کر کے بل احیاءٌ کی منزل پر پہنچے مدینہ کی علم نواز ہواؤں نے اُن میں ادب حکمت فہم ادراک اور اللہ جانے کس کس خوبی کا ذوق رچا بسا دیا تھا۔ رجال نجاشی قدھار کا رشحہ ایک کتاب اخباری قنبر کا ایک نام پایا جاتا ہے جو نوادر میں سے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کہاں ہے۔

سامنے ہو تو لکھنا آسان ہے مگر یاد رہے اپنے تصانیف میں کہاں کہاں قنبرؓ کا ذکر میرے قلم سے آیا ہے خصوصاً فوائح الجنان ابتدائی تصانیف میں، اس کا احصار میرے بس کی بات نہیں۔

حضرت قنبرؓ پر میں نے سب سے پہلے اپنے بڑے ماموں میر امجد علی صاحب مرحوم کو نوجوانی میں جو ان کی ذاکری میں مدد دی تھی اس پر ان کا گرامی نامہ ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء کا لائبریری میں موجود ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

سب خطوط اور عریضہ مجھ کو وصول ہوئے اور وہ بھی لفافہ ملا جس میں حضرت قنبرؓ وغیرہ کا حال لکھ کر روانہ کیا تھا۔ شاہ باش جزاک اللہ کی دعا لیں، فقط ۲۲/۴ ۳۲ کے حالات بھی لکھتے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میری تمام ۲۳۸ تصانیف کل ۱۱۱۸ مقالات میں اولیت "حالات قنبرؓ" کو حاصل ہے۔ اس سے پہلے میں نے کچھ نہیں لکھا۔ ماموں جان مرحوم کے ہمعصر ذاکر مولوی سید ظفر عباس صاحب موجود ہیں جو مجھ سے سن و سال میں دو برس چھوٹے ہیں اور مرحوم کو "ننھے بھائی" کہتے ہیں بوتراب کا عزاخانہ اور مسجد انہیں کے مقدس فرزند مولانا سید محمد صاحب نجفی کے سپرد ہے جو اس علاقہ میں گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں اور عزیز ہیں۔

بہرحال ادارہ کے مالیات پر قبل ازیں جو ضرب پڑی میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہ عزم بالجزم توفیق ایزدی اور تلافیٔ مافات پر اگر خدا مکمل کرا دے۔

قنبر زادہ

اس عنوان پر نظر کے بعد ناظرین سمجھیں گے کہ اب جس کی زندگانی پر قلم اٹھایا ہے اس کی آل اولاد پر بحث ہوگی، ایسا نہیں ہے۔ الحسینؑ کا دوسرا ایڈیشن جو زیادہ سے زیادہ مقبول ہوا اس میں فرمائش کے خطوط میں ایک نامہ عنبر شمامہ تھا جس میں خاتمۂ تحریر پر ثبت تھا "احقر العباد علیم دہلوی قنبر زادہ"۔ اس اظہارِ عقیدت کو دیکھ کر میں پھڑک گیا اور شوقِ مطالعہ دیکھ کر دعائیں دیں اور دریافت کیا کہ کتاب پہنچ گئی۔ یہ سچی محبت

کا ایک کرشمہ تھا جو ظاہر ہوا اگر کتاب کے ایسے پڑھنے والے ہوں تو مصنفین کو اپنی ریاضت کا پھل مل جاتا ہے اور قابلِ تبریک ہیں وہ اہلِ قلم جن کی صحیح ترجمانی اور خلوص تحریر ہو، معلومات کا خزانہ ہو ہم اسی کو "کتاب" کہیں گے وہ جو لکھے حوالوں کے ساتھ ہو۔ رجالِ کشیؒ عربی کی مشہور کتاب کا یہ افادہ بھی حسنِ اتفاق سے حال میں سامنے آیا کہ سابق کے علماء اس موضوع پر کام کر چکے ہیں اور کتاب اخبار قنبرؓ کا وجود تھا۔ الواعظ جون سنہ ۱۹۵۰ء مطابق ماہ رمضان سنہ ۱۳۶۹ھ میں بھی اس علمی جریدہ کے باب التبشیر میں صفحہ ۱۰ پر "حضرت قنبرؓ اور امیر المومنین علیہ السلام" موجود ہے جس میں پہلے ایڈیشن کا خاکہ آخر تک نظر آتا ہے۔ اس اشاعت سے یہ معلوم ہوا کہ لندن کے برٹش میوزیم میں ایک کتاب نشر اللئالی شرح مدح الامالی موجود ہے جو سنہ ۱۱۰۹ھ میں آج سے دو سو سات برس پہلے کی تصنیف ہے اس میں قنبرؓ کے حالات ہیں اور مصر کے کتبخانہ میں بھی ان کے واقعاتِ زندگی پائے جاتے ہیں۔ جس کی طرف تعصب کے جذبہ میں غیر شیعہ اہل قلم نے معمولی لغزشیں لکھی ہیں۔

یہ تھی فہرست ان کتابوں کی جو حالات کا ماخذ ہیں۔ مگر یہ آسمان کے تارے کون پا سکتا ہے لہٰذا جتنا احوال دریافت ہو سکا تھا وہ حاضر ہے۔

ادبیات میں چودہ ۱۴ شعر طبع اول میں پیش کئے تھے۔ اٹھارہ ۱۸ شعراء اساتذہ کے اب ملاحظہ ہوں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جمعیت خدام عزا کی یہ پیشکش جس نے پڑھ لی وہ بتیس ۳۲ اساتذہ کو یاد کرنے کا شرف حاصل کر چکا ہے۔

دعاگو

آغا مہدی رضوی لکھنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غلامی

اسلام نے دامنِ انسانیت سے غلامی کے بدنما داغ کو جس کدوکاوش سے دُور کیا ہے اس کی مثال دنیا کے کسی دستور میں نہیں۔ وہ فرزند آدمؑ ہوتے ہوئے معاشرہ میں جگہ پانے کا حقدار نہ تھا۔ دسترخوان پر اس کے آنے کا حکم نہیں، شادی بیاہ میں رشتہ تزویج سے وہ محروم، مجلسِ مشاورت میں اس کو رائے دینے کا کوئی حق نہیں قوم کی امارت اور راہنمائی کے لائق نہیں، اسے پہلو میں جگہ نہ دو، زر خرید ہونے کی وجہ سے وہ دوسری خرید کردہ اشیاء کی طرح ملکیت میں ہے طاقتور طبقہ کمزور پر حکومت کرکے اس کی آزادی چھین لیتے ہیں۔ ہمیشہ سے دستِ ظلم دراز ہوتا ہے اور قوت دار کے سامنے ضعیف غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھا تجارت کا بڑا وسیع میدان تھا زمرد کی کان، عقیق کا معدن، جواہر کی چمک خریدو فروخت کرنے والے کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ نباتات میں پھل اور میوے اپنی خوشبو سے دعوت دیتے تھے کہ شجر سے ثمر خدا نے توڑنے کے لیے خلق کیا ہے۔ سواری کے کام میں لائے جانے والے چوپائے، قاطر، گھوڑا، اشتر، فیل، اونٹ سے لے کر بڑی قیمت پر فروخت ہو سکتے ہیں مگر ظالم انسان نے سینکڑوں چیزوں کو چھوڑ کر بردہ فروشی اختیار کی اور ایک وقت وہ تھا کہ لونڈی غلاموں کے بازار تھے۔ سلاطین کی توجہ نہ تھی کہ یہ کاروبار ممنوع قرار دیا جائے اسلام نے حریت نوازی سے ننگِ انسانیت روزگار کو ممنوع قرار دیا۔ چنانچہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کسی شخص نے خدمتِ رسولؐ میں پہنچ کر عرض کیا کہ میں نے اپنے

لڑکے کو کتابت سکھادی ہے اب اور کیا تعلیم دوں فرمایا پانچ کاموں کے سوا جو چاہو سکھاؤ (۱) کفن بیچنا (۲) زرگری (۳) قصاب ہونا (۴) گیہوں (گندم) بیچنا (۵) بردہ فروشی کرنا۔ پھر فرمایا کہ کفن فروش چاہتا ہے کہ مرنے والوں کی تعداد زیادہ ہو حالانکہ مجھے ایک پیدا شدہ بچہ اپنی امت کا ساری دنیا سے عزیز ہے۔ اب رہی زرگری تو وہ بھی اپنے کاروبار میں لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور قصائی کے دل میں رحم نہیں اور گیہوں فروش غلّہ کو روک رکھتا ہے جو چوری سے زیادہ بد ہے اور بدترین امت وہ ہے جو آدمیوں کو بیچتا ہے (خصال ابن بابویہ جلد ا) اسلام کے اس قانون کا منشا یہ ہوا کہ جب سے سرکار دوعالمؐ کا فرمان صادر ہوا بردہ فروشی ناروا اور لونڈی غلام بیچنے والا بدترین مردم لیکن جو کنیزیں اور غلام امراء کے گھر میں موجود ہیں ان کی آزادی کا کیا عنوان ہے اس کو الفاظ بدل بدل کے سمجھایا مثلاً ماہِ رمضان میں وقت افطار فقیر کو روٹی دینا اولاد اسمٰعیلؑ کے غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے کہ اس قسم کی احادیث سے غلام آزاد کرنے کے رجحانات پیدا ہوں اور پھر صراحت کے ساتھ آئینِ شرع کی خلاف ورزی میں کفارہ کی بحث اور دیت کے موقع پر غلام آزاد کرنا قانون شرع قرار دیا۔ بدسرشت انسان اور ناعاقبت اندیش امت میں جہاں سب کے سب پابندِ حکم نہ تھے بردہ فروشی جاری رہی اور کبھی بند نہیں ہوئی۔ اسلام کے اس خصوصی حکم کو جب یورپین حکومتوں نے اپنایا تو انگریزی حکومت میں بھی بردہ فروشی رہی اور یہ قبیح تجارت اب بھی ہے سب سے زیادہ افسوس کا وہ مقام تھا کہ یہ بدبخت طبقہ حضرت یوسفؑ نبی زادہ کو فروخت کرنے میں کامیاب ہوا مگر ان کے کمالات فروخت نہ ہوئے۔ جمالِ عصمت بڑھتا گیا۔ یہ وہ قرآنی خبر تھی کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام میں بعض کا کنیز ہونا مقتضی

نہ تھا کہ وہ عام کنیزوں میں محسوب ہوں۔ ظالم کی تدبیر نے فرزند یعقوبؑ کو جب غلام بنا لیا تو یہ محترم خواتین جو کسی رویائے صادقہ اور بشارت کے بعد آئیں پست طبقہ سے نہ تھیں۔ ع

ہزار بار جو یوسفؑ بکے غلام نہیں

نبوت کا تجزیہ کیا جائے تو خواب ۱/۴۶ درجہ رکھتا ہے۔ لہٰذا آنے والی خواتین جو بردہ فروش کے ہاتھ سے فروخت ہوئیں زیورِ کمال سے آراستہ عورتیں تھیں جن کے امامت کے گھر میں پہنچنے کا حیلہ غلامی تھا۔

مجھے کافی صدمہ پہنچا ان لوگوں سے جو حضرت زید بن علی بن الحسینؑ کی سوانح سپردِ قلم کرتے ہوئے امام زادہ کے نسب پر ان کے دشمن کی چوٹ کے جواب میں کہ وہ کنیز زادہ ہیں اس شبہ کو تی مرتبہ اٹھایا ہے کہ زیدی سادات عام نگاہ میں تہمت کے جامہ زیب ہو کر رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ہاجرہ دختر شاہ تھیں (دیکھو کنز المعرفہ مصنفہ حکیم امجد علی صاحب) دشمن اسلام انگریز نے رسول عربیؐ کا مرتبہ گھٹانے کے لئے ورعیسیٰ اعلیٰ کی برتری پر یہ بہتان تراشا مرد کی عظمت یہ ہے کہ رشتہ ترویج میں کوشش کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ کنیزی میں قبول کیجیے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ حقیقتاً لونڈی ہے۔ دب یافتہ خواتین بزرگان دین کی عرضداشت میں لکھتی ہیں "راقمہ آپ کی کنیز" تو مکتوب الیہ کی وہ واقعی لونڈی نہیں ہے۔ عظمتِ ابراہیمؑ کے سامنے ہاجرہؑ کی یہی شان تھی بلالؓ اور سلمانؓ اگر کسی اچھوت طبقہ سے ہوتے تو ان کا یہ روشن مستقبل ہرگز ان کو پست کہنے کے لئے تیار نہ تھا۔ غلامی اگر عیب تھا تو مسجد کا موذن ایسا شخص قرار نہ پاتا اور سلمانؓ اہل بیت میں شامل نہ ہوتے۔ قرآن میں خلاق عالم نے غلام کی یہ عزت کی ہے کہ لقمان حکیم حبشی غلام تھے (دیکھو عرائس البیان ثعلبی صفحہ ۲۱۹)

ان کا پارہ سورہ کتاب خدا میں موجود ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے مولوی مناظر حسن گیلانی کا ایک اخبار میں یہ قول بہت پسند آیا کہ کنیز اور غلام وہ ہے جو مشرکین سے جنگ میں نتیجاً یا پر گرفتار ہو اس راستے میں بھی یہ ترمیم کی جا سکتی ہے کہ دختر حاتم لونڈی نہ تھی۔ خیبر میں صفیہ کنیز سہی مگر مسلمانوں میں اس کا کوئی کفو نہ تھا بجز آقائے دوجہاںؐ کے۔ لونڈی اور غلام کو اسلام نے احساسِ کمتری سے بہت دور کیا ہے اور جو رویہ اختیار کیا وہ مساوات تھی۔ آنحضرتؐ نے قول و عمل سے غلامی کی زنجیروں کو توڑا اور سب کو ایک پرچم کے نیچے جگہ دی۔ دعاؤں میں جو صحیفۂ آسمانی کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہر عبادت گزار کہتا ہے "انت المالک وانا المملوک" (پالنے والے، تو مالک ہے اور میں مملوک ہوں) یہ سب مجاز ہیں جس سے کلام عرب بھرا پڑا ہے۔

"اسلام اور اس کے راہنما" کے فاضل مصنف سید حسین نے بائبل کی روشنی میں بتایا ہے کہ ہاجرہ بادشاہ مصر رقیون کی بیٹی تھیں جس کا لقب طوطیس تھا خلیل اللہؑ اور وہ ایک دیس کے سپوت تھے۔

جنابِ قنبرؓ

نام بچہ کا نام رکھنے میں جو رواج مشرقی دنیا میں چلا آتا تھا وہ جناب والا نے ہلال بن نافعؓ کی حیات میں پڑھا۔ اس سلسلے میں مزید گزارش یہ ہے کہ حضرت انسان سب مخلوق سے برتر ہوتے ہوئے اپنی بلند پروازی میں بزعم خود کبھی بلند ہوتے کبھی گرتے اور نام رکھنے میں ان کے خیالات بڑے وسیع تھے۔ مثال کے طور پر یہ جدید رومن زبان میں باپ کا نام ہر فر جو مشتری JUPITER جوپیٹر ستارہ کو کہتے ہیں بہت اونچا، وہ بقول ہے زمین سے ۳۸ کروڑ میل دور اور بیٹے کا نام ہو ہیرو ڈیز جس کے معنی مچھلی کے ہیں کہاں وہ رفعت کہاں یہ بحر عمیق کی پستی ورود برصغیر ہند میں باہر کی آئی ہوئی وہی نسلیں وہی تخیلات وہاں کے سلاطین نے کیوں نہ تیر قدر وغیرہ نام رکھنا شروع کیا اس اعتبار میں دل کی دردمندی تھی کہ بچہ بلند تاب آسمان جاہ ہو مگر عرب میں عورتوں کا نام تو خیر ماریہ، عنیزہ[1] المحبوبہ امرؤ القیس ہونا بھی قبیح نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ صرف آج سے ہزاروں برس پہلے کا نہیں بلکہ بعد میں بھی کم، زمرۂ صفۃ اثنا عشریہ میں سید بن طاؤس علیہ الرحمہ کی ذات سورج سے زیادہ چمکتی ہے ذوق عرب یقیناً بہت بلند تھا، وہ نام میں خصوصیات کو سامنے رکھتے تھے۔ چنانچہ وہاں کے پرندوں میں قنبرہ[2] ایک خوبصورت چڑیا ہے جو بلبل جیسی پیاری ہوتی تھی قنبرؓ کا نام اس سے ماخوذ ہے اس طائر کو انگریزی فارسی میں کیا کہتے ہیں یہ سب میں اپنی عظیم کتاب تذکرۃ الحیوان میں لکھ چکا ہوں۔ دوہرانے میں طول کا ڈر ہے۔ مختصر حال یہ ہے کہ آزاد سر بلی اور سر پر تاج و ساتھ ہی حاشیہ اور دوسری حدیثوں اور امام مظلومؑ کے واقعات

---

[1] مارماہی [2] بکری

میں اس کا ذکر ہے اور ان چڑیوں میں قرار دیا ہے جو وحدانیت خدا کے ساتھ ادیان ملت کی مطیع و منقاد ہیں۔ اگر وہ روایات صحیح ہیں جو قنبرؓ کے آغاز میں کتب فضائل میں محفوظ ہیں تو یقیناً یہ نام حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کا رکھا ہوا ہے اور انسان کے نام اس کے حالات کی تبدیلی کے ساتھ بدلا کرتے ہیں۔ کوئی غیر مسلم پرچم اسلام کے نیچے آیا۔ جہد نام بدل کر اسلامی نام رکھا گیا۔ بردہ فروش کے ہاتھ سے کسی بدنصیب کا فروخت ہونا اور مالک کے گھر پہنچ کر کسی خوشی کا ظہور کنیز کو مبارک قدم نام دیتا۔ قنبر کے ابجد کے حساب سے ۳۵۲ عدد ہیں اور اسماء الٰہی میں ایک نام ان کا ہم عدد نہیں بلکہ دو نام کامل (۹۱) اور رحمان (۲۶۱) = ۳۵۲ قرار پاتے ہیں۔ بہرحال قنبر نام قرار دینے میں یہ واضح ترین اشارہ ہے کہ وہ خوش کردار، خوش گفتار اور رسول اللہؐ کی غلامی سے ان کے سر عزت پر وہ تاج ہے جو قیصر و کسریٰ کو نصیب نہیں۔ علم رجال میں یہ ادبی ہو یا اہل قلم سب کا رویہ ہے کہ وہ جس کا ذکر کرتے ہیں اس کے باپ اور قبیلہ کا نام ضرور لیا جاتا ہے۔ جہاں بھی قنبرؓ کا ذکر ہے راوی خاموش ہے اس سے بھی اندازہ ہے کہ وہ عرب نژاد نہ تھے اور ان کا نام لینے والے دونوں باتوں سے بے خبر ہیں۔

محمدؐ و آل محمدؐ کے نام ہو تبرکاً اپنے بچوں کا نام قنبر علی، قنبر بیگ، غلام قنبر رکھتے ہیں اور علم الرجال کے راویوں میں، محمد طاہرؑ سے احادیث نقل کرنے والوں میں ابو محمد اسمٰعیل بن محمد بن اسمٰعیل بن ہلال مخزومی مکی کا لقب قنبرہ تھا جس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ قنبرؓ کی شخصیت ایسی باوقار ہے کہ مدح خواں کس طرح نام نہیں بھولتا ہے

غضنفر دربان روش قیصر غلام قنبر روش
خاقان کمینہ چاکرش باحشمتش قارون گدا (حافظ)

تحقیق لفظِ قنبر

آپ پڑھ چکے ہیں کہ قنبر ایک پرند کا نام ہے جس کو عربی میں قنبرہ کہتے ہیں، ورفارسی میں چکاوک اردو میں چنڈول انگریزی میں Lark کہتے ہیں اور علامہ مجلسیؒ کی تحقیق ہے کہ فارسی میں اس کو ہوچہ کہتے ہیں۔ اس اختلاف کو تذکرۃ الحیوان میں دیکھو شوق قدوائی کا اردو نام پر یہ شعر ہے :۔ سے

مینا کہیں غل مچا رہی ہے بلبل کہیں میٹھی گا رہی ہے
شاما کی صدا سے روح بےچین چنڈول جو بولے دل نہ لے چین

میری صحبت کے انگریزی داں ماسٹر سید منور حسین پسر سید فدا حسین صاحب مرحوم نے عربی سفرنامہ کی ڈکشنری سے کامل تحقیق کے بعد انگریزی لفظ بتایا تھا ماسٹر صاحب جوبلی کالج لکھنؤ کے تعلیم یافتہ اور والد ان کے پرانی طرز کے ذاکر حسین جن کی مجلسوں پر میری اصلاح تھی، وہ سب وطن اعظم گڑھ سے ہجرت کے حطرات میں وطن چھوڑنے پر کچھ باقی نہ رہا ورلاہور کے قیام میں وہ محبِ اہل بیتؑ کے جرم میں قتل ہوئے ور ولادِ قاتل پر سے انتقام بھی نہ لے سکی اور یہ قربانی شہیدِ کربلا کے وصف غلامی الوتراموتورہ کی یاد تازہ کرتی ہے۔

یہ مبارک وہ پرند ہے جو عرب عجم ور بھارت میں پایا جاتا ہے اس کی خاص صفت خوش الحان ہونا بھی ہے اور علم حیوان کے ماہر کہتے ہیں کہ وہ ایسی ہوشیار چڑیا ہے جو آسانی سے شکار نہیں ہوتی، دوسرا کمال انبیاء کرام کی بزم میں رسوخ کی وجہ سے جو حضرت سلیمانؑ کی ہوا کے ذریعہ پہنچانے میں شامل ہوا وہ مدینہ طیبہ جس میں امام حسینؑ علیہ السلام نے جانوروں کی بولیاں اپنے اصحاب کو سنائیں ان میں قنبرہ کی صدا پر وہ جو عربی آواز دیتا ہے اس کے معنے یہ ہیں اے میرے خدا ہر گنہگار کی توبہ کو قبول کر۔

جانور جبکہ انسانوں کی پنچائی ہوئی روزی سے پرورش پاتے ہیں اگر دعا کریں تو برمحل ہے۔ اس تمہید کے بعد آپ پرند کی تصویر دیکھیں جو علم الحیوان کی کتابوں میں موجود ہے۔

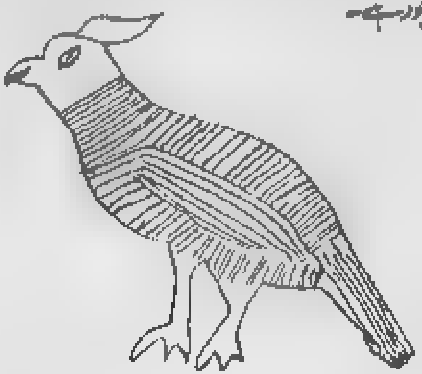

آغازِ حیات

سرنامۂ سخن میں بڑی اہم بحث یہ ہے کہ قنبرؓ صحابیِ رسولؐ تھے یا نہیں ہر خصوصیت کے ثبوت میں اس کثرت سے واقعات ہیں کہ کسی ملک کو انکار کرنے دوسرے سے انکار کی جرأت نہیں ہوتی عہد حضرت سرور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کا وجود مولوی مرزا با فرعلی مرحوم دہلوی نے ذریعۂ استخراج لے حوالہ سے حوطورِ لائی معجزہ اپنی کتاب فضائل مرتضوی صفحہ ۱۵۶ مطبع مطابع دہلی میں نقل کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فتح خیبر کے بعد قنبرؓ کا بحکم امامؑ خوبصورت ہرنا کے تعاقب میں ذوالفقار کی پر مشکلات میں پھنسا پھر باعجاز وہاں معبود کا ورود اور تن تنہا خشّام خیبری کو قتل کرنا، اس کے اموال وزر کو دشمنوں پر بار کر کے مدینہ لانا اس سرگذشت کو صحیح سمجھا جائے تو وہ صحابی تھے اسی طرح قنبرؓ کی وجہ تسمیہ بر کتاب مذکور میں جو بیان ہے وہ بھی اسی قماش کا ہے

اور پچیسویں معجزہ کی تفصیل دیکھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قنبرؓ اشکبوس فرمانروائے حبش کے بھتیجہ اور مفتاح نام تھا۔ ذاتیات کی تحت میں آقائے کونینؐ سے متاثر ہو۔ مغلوب ہونے پر اسلام لائے اور عقیدت کی یہ فراوانی ہوئی کہ غلامی میں قبول کرنے کی خواہش کی۔ اس شرط سے کہ کبھی جدا نہ ہوں گا۔ قدر افزا ذات نے خواہش منظور کی، اور مفتاح کا نام قنبر رکھا (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲ ب ۳)

امکانات میں بڑی وسعت ہے اور حملۂ حیدری کے شعر میری نظر میں اس نثر سے زیادہ ذمہ دارانہ کلام ہے۔ سورۂ ہل اتیٰ نازل ہونے والی ہے سالبیتؑ نے روزے رکھے ہیں

چو سائل زمحراؑ بدید آنکہ شیر خداؑ	پسندید بر خویش محتاج را
فرستاد و تیر آن سہ قرص نان	کو بدحقہ اش بر آن ناتوان
حسینؑ و حسنؑ نیز با ضعف تپ	گردید تبعیت ام و اب
دگر قنبرؓ و فضہؓ ہمچنان	شدہ آن بیر را دامن ایشان نان

قنبرؓ کے لیے یہ شرف کافی ہے کہ خاتون جنتؑ کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹیاں ان کے دسترخوان کی زینت میں دروازہ پر مسکین و یتیم و اسیر کا آنا تھا کو کب بخت کی تابندگی اور بڑھ گئی۔ اب قیامت تک ان کا ایثار فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ قنبرؓ پیغمبر خداؐ کے غلام تھے۔ اگر اس راہ سے یہ کہا جائے کہ ہر مسلمان رسولؐ کا غلام ہے تو یہ اسلئے صحیح نہیں ہے خواجہ امام الدین سمرقندی کا بیان ہے کہ رقعات مرزا قتیل میں ان کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ اور زبان ترکی میں نعت کا فریضہ ادا کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"اے سیّدوں معراج کچندہ فرق بولدی دکمنہ کتہ باغی لادق نخوت بو قدر بدین مجالت

سه حملۂ حیدری سے معدن الفوائد صفحہ

سائے اسے چندہ عرق بولدی براق آت اور دا بی قنبر قول بیدور" (ترجمہ) "اس کے واسطے معراج کی رات میں پارہ ہو بیٹھ اور بڑے بڑے باغیوں کی نخوت اس کی قدر سے مجالت کے دریا میں غرق ہوئی براقؑ اس کا گھوڑا ہے اور قنبرؓ غلام ہے"۔

وطن

وہ ثبوت تو قنبرؓ کی صحابی رسولؐ ہونے کے تھے مگر کیا کیا جائے کہ آیۃ اللہ قاضی نور اللہ شوشتری شہید ثالث علیہ الرحمہ قنبرؓ کو تابعین میں شمار کرتے ہیں تابعین اصطلاح محدثین میں وہ مسلمان ہیں جنہوں نے اصحاب رسولؐ سے ایک یا کئی مرتبہ ملاقات کی ہو، اور تبع تابعین وہ ہیں جنہوں نے تابعین سے ملاقات کی۔ دو صورتیں ہیں یا تو قاضی صاحب کے سامنے یہ درپیش مجالس المومنین لکھتے وقت یہ واقعات نہ تھے یا وہ ذاتی طور پر قنبرؓ کو تابعی سمجھتے ہوں بہر حال مجالس المومنین میں ان کا حال تابعین کی فہرست میں ہے۔

وہ نظریہ جو اس خادم دین نے سلسلۂ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی سوانح حیات "الزہراؑ" میں سب سے پہلے مصری مطبوعات اور یورپین مفکرین کی ہمنوائی سے پیش کیا فضہؓ کا رفیق سفر ہونے کے لحاظ سے بھی قنبرؓ کو، صحابہ میں شمار کرتا ہے جس کو اس جگہ دہرانا وضاحت کے ساتھ ضروری ہے۔

نہیں کہا جا سکتا کہ قنبرؓ اور فضہؓ دونوں آپس میں کوئی قریبی ربط رکھتے ہیں یا ایک دیس کے سپوت تھے۔ ایک نسل کے دو مرد، اور عورت واقعات میں ان سوالات کے جواب مشکل سے ملتے ہیں۔ اور پھر بڑی زحمت یہ ہے کہ اختلاف سے کوئی میدان خالی نہیں۔ نا فہ بصیر اجتہاد کرتا ہے کہ رہنمائی ہوتی ہے۔ کچھ تو دونوں کو حبش کا باشندہ بتاتے ہیں۔ تفصیل عرض کر چکا۔ حافظ رجب برسی "

سلہ تفصیل میری کتاب براق نبوی میں ملاحظہ فرمائیں۔ سکہ لغات کشوری

سکہ الزہراؑ

فضہؑ کو ہندوستان کی شہزادی کہتے ہیں اور دوسرے علماء اہل سنت کا اس کی تائید کے ساتھ رجحان ہے کہ وہ دونوں بھائی بہن تھے۔ امکان میں تو کوئی مانع نہیں ہوسکتا کہ دونوں ایک صلب سے ہوں۔ یہ تخیل فہرست مکتبہ مصری جو تھی جلد طبع ۱۹۲۹ء کی ایک کتاب کا نام دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے جس کا نام قصۃ المیمون والقنبر کتاب عربی زبان میں علامہ ادیب شیخ احمد درویش کا منظومہ ہے جو قاہرہ میں طبع ہو چکا ہے اور اس کی پہلی سطر یہ ہے بسم الله باسمہ الله من بالھدی ھادی محمد البدر حتی بالھدی ھادیکا۔ اس منظومہ کے باقی صفحات میں حضرت علیؑ کے راہوار میمون کی وفا کا ذکر ہے جو انؑ کو ہندوستان کے شہروں سے لے آیا۔

فہرست کا جامع غیر شیعہ متعصب انسان ہے اس نے فہرست مذکور میں اس اعجاز کا مضحکہ اڑایا ہے جس کا اس کو حق نہ تھا۔ دشمن کے اس قسم کے انکار و تضحیک کی فہرست اگر پیش کروں تو طول ہو جائے گا شاید ہی کوئی فضیلت آلِ محمدؑ کی ایسی ہو جس کو غیر نے ٹھنڈے دل سے قبول کیا ہو بالکل اس مدعی علیہ کا حال ہے جو جواب دعویٰ میں ہر امر سے انکار کرتا ہے اور چاہ کن را چاہ در پیش پر اس کا ایمان نہیں جس نے بابی قنبرؑ کی آمد کو تسلیم کیا اس کو فہرست کا جامع خود علامہ اور ادیب لکھتا ہے لہٰذا ایک گمنام بتربیں داروغہ کتب خانہ کا انکار دشمن اہلبیت سے مخصوص ہوگا۔ لندن کے عجائب خانہ میں جو کہ بیش دنیا کے بہترین تحائف سمجھ کر محفوظ کی گئی ہیں ان میں بھی ایک کتاب ہے جس کا تعارف فاضل جامع لیف میڈن F MADAN نے دیانت کے ساتھ ان لفظوں میں کیا ہے۔

لے فہرست مصر کے ص اسفا حاشیہ میں دیلیہا قصۃ لقنبر علی و سبب مجیئہ من بلادہ الھند لسیاستہ المیمون المتقدم۔

قصۃ المیمون وماجری للامام علی والامام عمرمع T.I.T الملک من صحبہ من سکران۔ "میمون کا قصہ اور امام علی اور امام عمر کے بارے میں ان کے القاب کے ساتھ زمعہ ابن سکران بادشاہ کے ساتھ جو کچھ ہوا"۔ وہ نواصب کی تنگ نظری اور یہ یورپین مصنف کی وسعت خیالی ہے کہ فہرست مذکور کے صفحہ پر نقل کی اس بنا پر مولا کی لونڈی اور غلام کا حبشی ہونا مشکوک ہو جاتا ہے۔ اب ہم دو صورتیں ان کے مدینہ طیبہ پہنچنے کی پیش کرتے ہیں۔ اگر وہ قدیم ہندوستان سے چلے تو عہد رسالت کی تو تاریخ ہند ہمارے سامنے نہیں۔ ماضی جدید میں سندھ کا علاقہ ملتان تک تھا لہٰذا قنبرؑ اور فضہؑ انڈین تھے تو اب نقشہ ملاحظہ کیجئے ان کا پیدل یا اس زمانہ میں جو سواری ہوتی تھی الدغ وغیرہ سوار ہو کر آنا کتنا بڑا سفر ہے۔ نقشہ میں آپ حبش کو بھی دیکھیں دونوں صورتوں میں ریگستان اور سمندر کا سامنا ہوا ہوگا۔ ادھر بحر عرب، ودضیح فارس ادھر بحر احمر پہلی راہ طویل دوسری نسبتاً قریب۔ یہ دونوں صورتیں آج ۲۹۲ھ میں اگر وقت خیبر کے بعد آمد تسلیم کی جاتی ہے تو سنہ ہجری کو کم کرنے پر تیرہ سو ستاسی سال ہوتے ہیں۔ اب ناظرین فیصلہ کریں کہ اس زمانہ دراز کے واقعہ پر کسی ایک خبر کو صحیح اور دوسری کو غلط قرار دینا کتنا مشکل امر ہے۔ سلمانؑ کو قریبی مقام دشت ارژن سے آنے میں شیر کا سامنا ہوا جو قریب متواتر خبر ہے لہٰذا ان دو آنے والوں کے لئے اگر معجزہ سے حل ہو تو داروغہ کتب خانہ کے دل میں درد کیوں ہے؟

قنبرؑ پر مصر میں دو کتابیں ہیں اور جامع فہرست نے انڈیا سے ان کی آمد کا صفحہ ۹۴ پر ذکر کیا ہے۔

قصۃ المیمون

اس عنوان کے تحت میں عامیانہ نظر سے جو کچھ دریافت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے استعمال میں یمن و برکت اس محل پر کہا جاتا ہے جب کسی کی آمد مبارک ہو اور الف نون دونوں مترادف ہیں کلام عرب میں میمون بھی انہیں معانی میں آیا ہے اسم مفعول ہے وہ محاورات میں ھو میمون الطائر اس وقت کہتے ہیں جس کا دیدار مبارک ثابت ہوا ہو اور مسافر کو وداع کرتے وقت محاورہ عرب ہے سر علی الطائر المیمون یہ دعائیہ فقرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سواری میں کوئی تکلیف نہ پہنچے مثلاً راہوار سے گر پڑنا اور آج کل کے خطرات میں تصادم سے محفوظ رہنا ہے۔ یعنے سفر بخیر و خوبی ختم ہو وہ اسلام ربانی ہماری جو کی زبان سے مشتق اور مجموعہ مرکب ہے اس کے سوا مزہ میں علمبردار کو کہتے ہیں کہ میمون کے گھوڑے پر سوار ہے یہ صفت دنیا کے کسی گھوڑے میں تو نہیں دیکھی امام اہل سنت ابو اسحاق ثعلبی نے حضرت آدم کی تخلیق کے بعد ان کے دنیا میں آنے سے پہلے کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کو فرشتوں نے جس گھوڑے پر سوار کرکے ساتوں آسمانوں کا طواف کرایا تھا اس کا نام میمون تھا۔ اس سیاحت کا ہم رسالہ برق نبوی طبع کراچی میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں اور اپنی جگہ اسلامی نقطہ نگاہ سے ثابت ہے کہ براق نبوی کے سوا کائنات میں برق صفت ایک دوسرا رہوار بھی موجود ہے جس کو قوت پرواز کا مالک ہم نہ کہیں۔

نورمی رمل کی خصوصیت کا وہ حامہ زیب ہو سکتا ہے کہ اپنے سواری کو ہند سے عرب یا حبش سے مدینہ پہنچا دے اور ہرگز سنت کا راوی مضحکہ کے لائق نہیں بلکہ استہزا اسلامی لٹریچر سے بے خبر ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

حلیہ اور سراپا کمالات

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ وہ حبشی کے بچے تو سیاہ فام تھے اور ہندی نژاد تھے تو گورے چٹے
حسین ہوں۔ ہم تو دل کا نور دیکھتے ہیں اور قرآن حکیم کی آواز قیامت کے دن بد اعمال
کے چہرے سیاہ ہوں گے جو بصورت عارضی شے ہے جو وہاں خوشی، وہ ہے وہ تو بل
عزت ہے لیکن واقعات دیکھنے سے اس نتیجہ تک بڑی آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے کہ
قنبرؓ عقلمند اور دانشمند صورت و سیرت دونوں میں ممتاز تھے علم حلم، شجاعت
بہادری کا فصاحت و بلاغت، جود و سخا، صابر، مستقل مزاج، ماہر ادب کے مضبوط
اور باہمت تھے۔ کمال بیان میں ان کا نظیر نہ تھا۔ یہ وصف تو ہر انسان میں جمیل سمجھے
جاتے ہیں ورا جب جمیل صفتوں سے آراستہ ہوتے ہیں۔ ہر عہد میں اس کی مثالیں
ہیں اور ہا ہوتی رہیں گی مگر قنبرؓ میں صفات نمایاں تھے روحانیت سے قریب اور
مادیت سے اتنا دور کہ ان سے وہ امور سرزد ہوئے جو معصومینؑ کا کردار ہو
سکتے ہیں۔

وہ سیرت نگار جو قنبرؓ کو ان پڑھ و ساقی کہتے ہیں وہ اس گھرانے کے لونڈی
غلاموں کو تو فرشتہ خو سے معتبر سمجھتے ہوں گے اور خادم ورنہ اگر پڑھے
لکھے نہ ہوں تو تعجب ہے ہمیں قنبرؓ کے علوم کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

مولاؑ کا خط قنبرؓ کے نام

قنبرؓ سے الانوار کے فاضل مصنفؒ بغیر کسی ذریعے کے
اپنے مکتب کے مجامیع اور مخطوطات کے ماخذ سے
لکھتے ہیں یہ وہ جواہر پارے اور علمی خزانے تھے جو بھارت میں رہ گئے۔

ولہ علیہ السلام یا قنبر الامس لی صورت الیوم مثلی و
ھیئتك من و ھیئت لی کتبہ علی۔ دل چاہتا ہے ترجمہ کروں اصل کو اردو

لہ اقتباس الانوار کشکول نواب صاحب کانپور صفحہ ۳

میں ڈھالنے پر وہ بلاغت رہتی ہے نہ لطف سخن اور یہ مختصر خط تو معلوم نہیں کس
حقیقت کو دامن الفاظ میں لئے ہے جس کو لکھنے والا سمجھے یا مکتوب الیہ جس کے نام
خط ہے۔ آخری الفاظ "کتبہ علیؑ" نے بتایا کہ یہ نوشتہ تھا اشاروں میں کیا کہا اس کا
لفظی ترجمہ یہ ہے:

"اور ان جناب کا جن پر درود و سلام ہو یہ کلام ہے" اے قنبرؓ کل
تم میرے تھے اور آج کے دن میرے ایسے ہو بخش دیا ہے میں نے تم کو وہ سب جو
تم نے مجھے دیا تھا۔ علی بقلم خود"

جس طرح عبد معبود میں، اتحاد ہوتا ہے غلام اور آقا میں سجادہ ہے سے
خدا کہتا ہے بندے میری اطاعت کر میں تجھے اپنا مثل بنا دوں۔ قنبرؓ نے اپنے
آقا کی اطاعت کی وہ بندہ نوازی کو فلک عزت پر پہنچ کر اس کو اپنا مثل سمجھتے ہیں۔

چھٹے امامؑ کی علم افروز بزم میں قنبرؓ کی یاد

ایسا نہ تھا کہ وفا میں ثابت
قدم رہنے والا غلام اولاد
کی یاد میں بھلا دیا جائے۔ امام جعفر صادقؑ نے قنبرؓ کی ابتدائیہ کو اپنی حدیث میں اس
طرح ظاہر کیا ہے کہ جب شاہ ولایت گھر سے برآمد ہوتے تھے تو قنبرؓ بھی تلوار لیکر
پیچھے پیچھے چلتے۔ ایک مرتبہ اندھیری رات میں آقاؑ گھر سے نکلے قنبرؓ ساتھ ہو گئے۔
جب احساس ہوا کہ وفادار غلام ساتھ ہے تو پلٹ کر دیکھا اور کہا قنبرؓ تجھے کیا
ہو گیا ہے۔ عرض کی اس لئے آ رہا ہوں کہ آپ کے پیچھے پیچھے چلوں۔ فرمایا تجھ پر
وائے ہو اہل آسمان سے میری حفاظت کرنا چاہتا ہے یا اہل زمین سے۔ عرض کیا
اہل زمین سے۔ فرمایا جب تک آسمان سے حکم نہ آئے تو زمین کے دشمن میرا کچھ نہیں
بگاڑ سکتے تم واپس جاؤ (اصول کافی) قنبرؓ اس حکم کے بعد واپس گئے مگر اپنی

لہ جواہر سفینہ و احادیث قدسیہ

بہادری اور جانبازی کی وہ مثال قائم کر دی جس کو زمانہ کبھی فراموش نہیں کر سکتا چونکہ ملک ایسے بہادر کے لئے یہ باعث ننگ تھا کہ غلام مقابلت کرے اس لئے سخت لہجہ میں خطاب کیا ورنہ آپ کا رویہ غلام کے ساتھ برادرانہ تھا۔

فصاحت و بلاغت

فصحاء عرب نے جس کے کلام کو تحت کلام الخالق فوق کلام البشر کلام اللہ سے پست مگر تمام انسانوں کے خطبات سے بلند قرار دیا اس کے غلام قنبرؓ سے کسی نے پوچھا کس کے غلام ہو کہا،

انا مولی من ضرب بسیفین وطعن برمحین وصلی القبلتین وبایع البیعتین وهاجر الهجرتین ولم یکفر بالله طرفة عین انا مولی صالح المؤمنین ونور المجاهدین ووارث النبیین وخیر الوصیین واکبر المسلمین ویعسوب المؤمنین ورئیس البکائین وزین العابدین وسراج الماضین وضوء القائمین وافضل القانتین ولسان رسول رب العالمین واول المؤمنین من آل یٰسین المؤید بجبرئیل الامین المنصور بمیکائیل المتین والمحمود عند اهل السموات اجمعین ومجد اهل الله سید الناصبین ومطفی نیران الموقدین وافخر من مشی من قریش اجمعین واول ما یجاب واستجاب الله امیر المؤمنین ووصی نبیه فی العالمین وامینه علی المخلوقین وخلیفة من بعث الیهم اجمعین سید المشرکین وسهم من مرامی الله علی المنافقین ولسان کلمة العابدین وناصر دین الله وولی الله ولسان کلمة الله وناصره فی ارضه وعیبة علمه وکهف دینه وبهام اهل الابرار رضی الله العلی الجبار سمح سخی ذکی مصر ابهی بازل جری همام صابر صوام مهدی مقدام قاطع الاصلاب مفرق الاحزاب عالی الرقاب اربطهم جنانا واثبتهم

جنانا واشدهم شکیمة باذل باسل صندید هزبر ضرغام حازم عزام حصیف خطیب مجاج کریم الاصل شریف الفضل فاضل القبیلة نقی العشیرة زکی الابکار مؤدی الامانة من بنی هاشم وابن عم النبی الامام الهادی المهدی الرشید مجانب الفساد الاشعث لم ابطل البهم واللیث المزدحم بدری مکی حنفی روحانی شعشعانی من الجبال شواهقها ومن ذی الهضاب رؤسها ومن العرب سیدها ومن الوغاء لیثها البطل الهمام واللیث المقدام والبدر التمام محک المؤمنین ووارث المشعرین وابو السبطین الحسنؑ والحسینؑ والله امیر المؤمنین حقاً حقاً علی بن ابی طالب علیه من الصلوات الزاکیة والبرکات السنیة

کتاب کشف الغمہؒ[1] میں مذکور ہے کہ قنبرؓ سے کسی نے پوچھا تم کس کے غلام ہو انہوں نے کہا کہ میں اس کا غلام ہوں کہ جس نے دو تلواروں سے جہاد کیا اور دو نیزوں سے قتال کیا اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو بیعتیں اور دو ہجرتیں کیں، اور خدا کے ساتھ ایک آن واحد بھی کفر نہیں کیا میں مولا ہوں اس شخص کا جو صاحب ہے مومنین کا اور نور ہے مجاہدین کا اور وارث انبیاءؑ اور خیر الوصیینؑ اور بزرگ ترین مسلمین اور سردار مومنین ہے۔ اور خدا کے خوف سے رونے والوں کا رئیس اور عابدوں کی زینت گزشتہ لوگوں کا چراغ، اور موجودہ لوگوں کی روشنی اور تمام دعا کرنے والوں سے افضل رب[2] العالمین کا پیام پہنچانے والا اور آل یٰسینؑ سے پہلا ایمان لانے والا ہے جس کی تائید جبرئیل امینؑ اور نصرت میکائیلؑ نے کی اور تمام اہل آسمان اس کی ثنا و

---

[1] مرزا شہید شوشتری علیہ الرحمہ آگرہ سے جو ترجمہ مجالس المومنین چھپا ہے اس کی مجلس چہارم صفحہ ۲۱۶ سے اصل عبارت کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] ترجمان یا رسول رب العالمین۔

شرح وسبعت لکھا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ کوئی مثال ایسی نقل جس میں آپ نے دونوں ہاتھوں میں دو نیزہ لیکر جہاد کیا ہو جیسا کہ سیرت ذوالقرنینؑ میں ہے کہ وہ دونوں ہاتھوں سے دشمن سے جنگ کرتے تھے اور مولا کا مثیلؑ ذوالقرنینؑ ہونا مسلمات سے ہے۔

علم

اس سیرت کے تمام و کمال مطالعہ سے ممدوح کے فضل و شرف کا اندازہ اچھی طرح ہو سکتا ہے۔ عبید اللہ امرتسری نے سبط ابن جوزی کی روایت اس طرح سے نقل کی ہے "جناب امیر علیہ السلام کے دو غلام تھے ایک تو قنبرؓ جو زیادہ تر مشہور ہیں دوسرے یحییٰ بن کثیرؓ جن سے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں اور وہ نہایت عالم اور فاضل تھے اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن یحییٰ بھی بڑے عالم تھے۔" یہ بات رہ جاتی ہے کہ امام اوزاعی کون تھے اس کو جرجیس ہام شوری کا لکھا ہے وھو ابو عمر عبد الرحمان الفقیہؒ المشہور توفی ببیروت وہ ابو عمر عبد الرحمان مشہور فقیہ تھے جنہوں نے بیروت میں وفات پائی (اوزاعی) ملحوظ خاطر رہے کہ لفظ رحمان کو رباتؒ لکھا ہے۔

دربار معاویہ میں سخت ترین گفتگو

عموماً تو مدینہ علم کے حلقہ بگوش افراد میں طرماح بن عدیؓ کا نام جانا اور بزم غیر میں وہ فصیح و بلیغ گفتگو جس کا ہر جملہ بلاغت کی جان اور فصاحت کی کان تھا

سلہ مناقب ابن شہر آشوب و بحار الانوار جلد نہم ارجح المطالب ص۴۶ وغیرہ۔
سلہ ارجح المطالب ص۱۲۰ سلہ مجمع المطالب ص۴۲۳ سلہ یہ اشارہ مصنف کے شاگرد مرزا ناصر رشد عالم کی اس تحقیق کی طرف ہے جو بھارت میں تحقیق باسم اللہ کے نام سے ۱۹۴۴ء میں دو مرتبہ طبع ہو گئی۔

کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن مسالح ترمذی کشفی مشہور عالم اہل سنت نے اپنے مناقب فارسی میں ایک ویسی ہی گفتگو قنبرؓ کی درج کی ہے جس کا ہر پہلو اُن کی دلیری اور ہمت کی بلندی اور نڈر ہونے کا ثبوت ہے۔ یہ صحیفہ اسبار کر بمبئی میں چھپ اور آج کل اس کا اردو میں پاکستان میں بھی ترجمہ ہوا ہے جو میں نے نہیں دیکھا۔ میرے سامنے قلمی نسخہ کا پانچواں بابؒ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

> قنبرؓ مولائے کونینؑ کا ایک خط لے کر معاویہ کے پاس گئے۔ ان کا بلند و بالا قد دیکھ کر اس نے مسخرے پن میں کہا کہ کچھ آسمان کی بھی خبر ہے؟ قنبرؓ نے جواب دیا: ان العلی فی قفاک و ملک الموت فی ھواک۔ علی بن ابی طالبؑ تیرے عقب میں ہیں اور قبض روح کا فرشتہ تیری گھات میں ہے۔ معاویہ جھینپ گیا۔ دوسرا اعتراض اُن پر یہ ہوا کہ فرش پر جوتے پہنے ہوئے آرہے تھے۔ جب ٹوکا تو کہا کہ یہ وادی مقدس نہیں ہے جو نعلین اتاری جائے۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

غرّتک عزک فصار قصار ذلک ذلک فاخش فاحش فعلک فعلک تھدی بھذا۔ "تجھے تیری (وقتی) عزت نے مغرور کر دیا۔ تیرا انجام ذلت و خواری ہے اپنی بدکرداری سے ڈر تو شاید خدا تجھے سیدھے راستے پر چلا دے" کہا جاتا ہے کہ مطول تفتازانی میں یہ خط موجود ہے اور یہ کتاب اس وقت میرے روبرو نہیں اصل ماخذ کو دیکھ کر مزید بحث ہو سکتی ہے۔ دربار معاویہ میں بھی دنیاء عرب کے کمالات تھے۔ وہ خود تو خط لکھنے میں بدترین مردم تھا اور تاریخ میں

سلہ مجالس المومنین شہید شوستری و ارجح و یہ چودھویں رات کا چاند
سلہ ص۲۰۳ مکتبہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔

موجود ہے کہ سب سے پہلے معاویہ نے خط میں طول دے کر صفحہ کے صفحے سیاہ کیے، ورنہ المدائنیت کی ابتدائی تاریخ میں خط مختصر ہوا کرتا تھا۔ بہر حال شام کے کسی ادیب نے بڑی مشکل سے مختصر جواب لکھا۔ علی قند مری غلی قند مری۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ "میرے رتبہ سے میری دیگ جوش زن ہے"۔ یہ جملے دیکھ کر مجھے ایک ملنگ کا وظیفہ یاد آتا ہے جو بڑا مبہم ہے۔ اس میں موجود ہے۔ "دیگ پر محمدؐ تیغ پر علیؑ"۔ جواب الجواب میں مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ کھانا پینا جس کا سرمایہ عمر تھا وہ ایسی باتیں بگھارتا ہے۔ یہ جواب علمی نہیں ہے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد   بزندان لعنت گرفتار کرد

درس مساوات اسلامی مساوات کی جھلک اگر دیکھنا ہو تو مولائے کائناتؑ کی سرکار میں آؤ جہاں تم کو ظاہر و باطن یکساں نظر آئیگا۔ اندرون خانہ یہ رنگ ہے کہ ایک دن گھر کی ملکہ خاتون محشرؑ کام کرتی ہیں اور ایک دن کنیز۔ وہی رنگ باہر بھی ہے جو کپڑا آقا کے جسم میں دکھایا اس سے بہتر لباس خدام کے بر میں۔ مساوات پر صرف دو واقعہ پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) ابو مطر جو سپیدہ دل کے کپڑے بیچتا تھا اس دوکاندار کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر علیہ السلام قنبرؓ کو لئے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے دو موٹے کپڑے خریدے اور اپنے غلام قنبرؓ سے فرمایا کہ ان میں سے جو تجھے پسند آئے وہ لے لے۔ قنبرؓ نے ان میں سے ایک کو پسند کیا اور جناب امیرؑ نے دوسرا آپ پہن لیا۔[1]

(۲) ابن شہر آشوب مازندرانی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک موقع پر مولاؑ نے اپنی حقیقت کے اثبات میں قاضی شریح کے روبرو امام حسنؑ اور قنبرؓ کو پیش کیا اور قاضی نے غلام کی گواہی آقا کے حق میں قبول نہ کی اور بیٹے دامن پر وہ دھبہ لگا جو

۱۔ ارجح المطالب باب زہد فی اللباس صفحہ ۴۹۹

تا قیامت چھوٹ نہیں سکتا۔ تفصیل مناقب میں دیکھو یہیں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ پہلی سیرت میں غلام کو لباس میں اپنا مساوی قرار دیا اور دوسرے رویہ میں اپنے فرزند امام حسنؑ کا ہمسر قرار دیتے ہوئے خانہ شہادت میں لائے جو قنبرؓ کی عدالت پر لق چلی ہے۔ پیغمبر خداؐ کی حقیقت پیش نظر سے کے مقابلہ میں جس شاہزادہ کی گواہی بچپن میں عید یہ سبب عید کی سے مان لی اس کو قاضی صاحب رد کرتے ہیں اور یہ سمجھ کر ان کو اپنا حق لینا نہ تھا بلکہ غلام نوازی اور مساوات و قنبرؓ کی عدالت ثابت کرنا تھا۔ قاضی شریح کی زندگی میری کتاب سوانح حیات مسلم بن عقیلؑ میں ملاحظہ کریں۔

رفاقت سیرت مولاؑ میں بیشتر مقامات پر قنبرؓ کی معیت (ساتھ رکھنا) موجود ہے۔ ان مقامات کا شمار مشکل ہے۔ ایک مقدم یہ ہے۔

مدینہ میں ایک شخص عبداللہ نامی صاحب عزت سے تھا اس کی بن بیاہی بیٹی کا پیٹ بڑھنے لگا اور دیکھنے والوں کو گمان ہوا کہ اس نے زنا کیا ہے باپ نے غیرت میں لڑکی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اس نے بارگاہ ایزدی میں فریاد کی اور کوفہ کی طرف رُخ کر کے حضرت امیر المومنینؑ کو پکارا۔ آپؑ منبر پر وعظ کہہ رہے تھے خطبہ کو ناتمام چھوڑ کر حاضرین سے جلد آنے کا وعدہ کر کے قنبرؓ کو ساتھ لیا اور طی عرض کر کے لڑکی کے باپ کے پاس پہنچے۔ اس وقت پہنچے کہ تلوار بالائے سر تھی آپ نے دور ہی سے فرمایا کہ لڑکی کو قتل نہ کرنا یہ پاکدامن ہے اس کے بطن میں ۲۷ مثقال کی ایک جونک ہے جس کی وجہ سے شکم میں سنگینی نمایاں ہے۔ عبداللہ آبدیدہ ہوا۔ آپ نے حکم دیا کہ لڑکی پردہ میں جائے اور تھوڑی سی زمین کھود کر پانی بھر دیا جائے اور برف کے ایک ٹکڑے پر لڑکی کو بٹھائیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ جونک پانی میں آگئی اور شکم معمول پر آگیا۔ وزن جو کیا تو جونک ۲۷ مثقال کی تھی۔ اس حکیمانہ فیصلہ کے بعد آپ واپس مسجد کو آئے اس وقت تک کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھا تھا۔ حاضرین سے

کیفیت بیان کی۔

(اطلاع) مسجد کوفہ کے آثار قدیمہ میں بیت الطشت بھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ کوفہ کا ہے ممکن ہے کہ مدینہ سے کوفہ وہ ظروف بطور یادگار منتقل ہوا ہو یا دونوں جگہ یہ واردات ہوئی۔

حزبِ اختلاف کے بیان میں ذکرِ قنبرؑ

وہ طریقہ جو اللہ کے لیے عدالت ضروری نہیں جانتا جس نے انبیاءؑ کے دامن تک گناہ، خطا، نسیان کے داغ لگائے اس کے ایک نمائندہ کمال الدین بن طلحہ شافعی نے اپنے نزدیک مدح سمجھ کر بغاوت حقوق ناس کے ذیل میں جو داستان لکھی ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے مہمان کے لیے نجی طور پر قنبرؑ سے بیت المال کا شہد تقسیم سے پہلے لے لیا اور مولا ناراض ہوئے اور معاذ اللہ امام حسنؑ کے مارنے کا قصد کیا۔ انہوں نے اپنے چچا جعفر طیارؑ کی قسم دے کر جان چھڑائی۔ قابلِ قبول نہیں ہے[1] نہ قنبرؑ اپنی کوئی نگرانی میں ڈھیل دے سکتے تھے نہ امام حسنؑ ایسے چالاک تھے یارانِ طریقت کا یہ افسانہ ہر آلِ رسولؐ کا وقار گھٹانے کے لئے ہے۔

خدمتِ خلق کا اعلیٰ جذبہ

جود و سخا کا ایک منظر

اگر کسی سرکار میں خزانچی کنجوس ہو تو اس کے سرمایہ سے عوام کو مالی مدد ملنے میں دشواری ہوتی ہے۔ کہاوت ہے "سخی سے سوم بھلا جو دے جلدی جواب" سائل کو روک رکھنا غلط قوانین کی پابندی نیکنامی پر ضرب ہے۔ قنبرؑ کی خدمتِ خلق

[1] ارجح المطالب ص ۱۸۵

اور سیر حبشی کا وہ مشہور ترین واقعہ ہے جو منبروں پر مولاؑ کی سخاوت کے سلسلہ میں ذاکرین پڑھتے ہیں کہ گروہ نان کے عوض سائل کو اونٹوں کی قطار دی وہ اسی حکایت کا تتمہ ہے جو قنبرؑ کے آغاز پر معجزات میں کبھی دیکھی تھی اور آج پھر نظر کی اصل ماخذ میں عشام کا خزانہ اپنی انفرادی جنگ میں فتح کر کے اونٹوں پر بار کر کے لا رہے تھے نابینا فقیر نے روٹی مانگی۔ قنبرؑ کو حکم دیا دیدو قنبرؑ نے جواب دیا روٹی دسترخوان میں ہے جو شتر پر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مع قطار کے دیدو۔ قنبرؑ مہار ناقہ چھوڑ کے سرک گئے۔ پوچھا یہ کیا؟ عرض کیا مبادا مجھے بھی نہ دے دیں۔ قنبرؑ کی یہ اعلیٰ فراست اور دوراندیشی تھی کہ وہ سمجھے مولاؑ کی نظر میں مالِ دنیا کی قدر نہیں ہے۔ وہ ایک روٹی اور اونٹوں کی قطار دے دینے کو برابر خیال کرتے ہیں اس لیے عنانِ شتر ہاتھ سے چھوڑ دی۔ اس روایہ میں پہلی بات تو یہ کہ قابلِ غور ہے کہ خیرات میں قرآن حکیم نے جلدی کا حکم دیا ہے۔ قطار سے دسترخوان تلاش کرنا اونٹ کو بٹھانا بڑی دیر لگتی تاخیر فرمانا یزدی کے خلاف تھی لہٰذا مع قطار دینا عین عقل تھا۔ واقعہ کا آخری حصہ یہ بھی ہے کہ وہ دامن قبا سمیٹ کر نابینگی سے بھی نجات پا گیا۔ اس فضیلت کو شش کر کمزور عقیدہ رکھنے والوں کا یہ کہنا کہ یہ مال مسلمین تھا سب کو دینا چاہیئے تھا غلط ہے مسلمان جنگ میں شریک نہ تھے تن تنہا فتح پائی تھی اور کہیں اس کی صراحت نہیں ہے کہ واپسی پر کسی نے سوال کیا ہو اور آپ نے تہی دستی کا عذر کیا ہو۔ بعد میں آنیوالوں کے لئے بھی دروازہ کھلا تھا۔

سلیمانؑ نبی کی صفت میں شرکت

انبیاء کرامؑ میں لسانِ قدرت نے فرمایا ہے کہ ہم نے

[1] فضائل مرتضوی

سلیمانؑ کو منطق الطیر پرندوں کی بولی سکھائی۔ یہ صراحت یقیناً اُن کو دوسرے انبیاؑ سے ممتاز کرتی ہے۔ یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ قنبرؓ سے کسی چڑیا نے باتیں کیں مگر قنبرؓ کا مرغابیوں سے کلام کتب مناقب میں پایا جاتا ہے اور یہ اُن کے مرتبہ پر اچھی خاصی دلیل ہے۔

کلام عرب میں اسماء اصوات ایک مستقل بحث ہے کہ شتربانی میں اونٹ ہنکاتے وقت کیا کہتے تھے اور گھوڑے کو مہمیز کرتے میں اُن کا کیا رویہ تھا، یہ ایک علیحدہ شئے ہے۔ قنبرؓ کا بات کرنا اور پرندوں کا سمجھنا اُن کی خصوصیت ہے۔ چنانچہ براء بن عازب راوی ہیں کہ ایک مرتبہ قازیں اڑتی ہوئی حضرت علی مرتضیٰؑ کے سر مبارک پر سے گذرتی ہیں اور ان کے چہچہے سن کر آپ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اور اصحاب پر میرے سلام کر رہی ہیں۔ اس نوید سے منافقین کے چشم و ابرو پر شکن آئے۔ مولف عرض کرتا ہے ان کا ایمان قرآن پر نہ تھا۔ نص قرآن ہے کہ نبی کو منطق الطیر کا علم ہو سکتا ہے مگر کیا کیا جائے اُن خبیث ہستیوں کو جو بے بصیرت تھے۔ جب مولاؑ نے یہ تیور دیکھے تو قنبرؓ سے کہا کہ مرغابیوں کو پکار کر کہو۔۔

ایھا الاوز اجیبوا امیر المومنین واخا رسول رب العالمین

اے مرغابیو مومنوں کا امیر اور رسول کے بھائی کا جواب دو۔ قنبرؓ نے پکارا اور مرغابیاں نیچی ہو کر مصروف پرواز ہوئیں۔ پھر آپ نے اشارہ کیا کہ زمین پر اُتر آؤ۔ حاضرین کہتے ہیں کہ ہم دیکھ رہے تھے کہ وہ پرند پروں کو سمیٹ کر زمین پر اُترے اور صحن مسجد میں آگئے اور آقائے قنبرؓ نے ان کی زبان میں کچھ باتیں کیں جو ہم نہ سمجھے اور مرغابیوں نے گردنیں بلند کر کے جواب دیا پھر ارشاد فرمایا کہ خدائے عزیز و جبار کا حکم زبان (حال) سے بولو۔ قازوں نے

بڑی فصاحت سے کہا السلام علیک یا امیر المومنین خلیفۃ رسول رب العالمین "اے جملہ مومنین کے امیر اور رب العالمین کے رسولؐ کے خلیفہ برحق!"

لپٹ جاتی ہیں جب مرغابیاں پائے مبارک سے
قنبر کے دست شفقت سے انہیں آقا ہٹاتے ہیں (امیر عشق)

حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کی جھلک

نص قرآن ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا عصا جب سانپ کی شکل میں آیا تو قدرت کو کہنا پڑا لا تخف موسیٰ ڈرنا نہیں اور سیرت حضرت میرؑ میں ہے کہ آپ خطبہ پڑھ رہے تھے منبر سے قنبرؓ کو حکم دیا کہ حجرۂ مسجد میں جو ملے اُسے لے آؤ۔ قنبرؓ صف مومنین سے اُٹھے اور گوشہ میں جا کر دیکھا کہ ایک خوبصورت سانپ لہرا رہا ہے۔ دل میں خوف طاری ہوا مگر حکم کے سبب میں اس کو پکڑ لیا۔ حارث بن عور راوی کا بیان ہے کہ قنبرؓ کے ہاتھ سے وہ تڑپ کر چھوٹ گیا اور منبر کی طرف خود چلا اور حیدر کرارؑ کے قریب پہنچ کر گوش مبارک تک گیا اور کان میں اپنی زبان میں باتیں کیں۔ دیر تک وہ کچھ کہتا رہا اور آپ سنتے رہے۔ پھر صفوں کو چیرتا ہوا واپس گیا۔

جانے کے بعد آقائے قنبرؓ کے آنسو جاری ہوئے۔ حاضرین نے سبب پوچھا فرمایا یہ وہ جن ہے جس نے رسول خداؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور (اس وقت حاضر ہو کے) میری اطاعت کا اقرار کرتا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ فرمانبردار ہے ورنہ تم میں دو گروہ ہیں کوئی اطاعت کرتا ہے اور کوئی مخالفت۔ یہ مسجد کوفہ ہے آفرین ہے قنبرؓ کی ہمت پر۔ سانپ آنے والے کی دو حیثیتیں قرار پاتی ہیں ایک سانپ جس کے کاٹنے کا منتر نہیں اور دوسرے اصل قوم جنؑ سے ہے جس کے نام سے

انسانیت خوف زدہ ہے۔ یہ وہ آتشہ بلا تھی جس کا قنبرؓ نے مقابلہ کیا اور ایسا نہیں ہوا کہ ڈر کر پلٹ آئے ہوں اور کہا ہو کہ وہاں تو سانپ ہے۔ اس روایت و معجزہ کا پس منظر یہ ہے کہ جن کو معرفت میں کمال تھا آقا اور غلام دونوں کو پہچانتا تھا۔ کیا مجال کہ قنبرؓ کے کاٹا ہو اور ایسا بھی نہیں ہوا کہ موجودہ منافقوں میں کسی ایک کو گزند پہنچا ہو، وہ دنیا کو مہلت کی جگہ سمجھتا ہے۔ اس کے ڈسنے سے زیادہ خطرناک عذاب بھی ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار وہ تو دوزخ کے پست ترین طبقہ میں ہوں گے۔

قنبرؓ کا یہ جرأتمندانہ اقدام بتاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیمؑ اور مرسل ہو کر دست مبارک کو کپڑے میں لپیٹ کر اژدھے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں اور قنبرؓ[1] مطلق نہیں ڈرتے۔

موکلانِ دوزخ جیسی خدمات

مولانا سید ابوالحسن شاہ کشمیری ابن سید نقی شاہ مرحوم و مغفور اپنے استاد علام تاج العلماء کی زاد قلیل معرکہ آرا کتاب کی شرح میں اس طبقہ کو جو مولاؑ کی الوہیت کا قائل تھا قنبرؓ کے ہاتھوں نذر آتش کیے جانے کا تذکرہ کرتے ہیں۔

ترجمہ ملاحظہ ہو:-

مناقب[2] میں ہے کہ ستر آدمی جنگ بصرہ کے بعد خدمت امیرالمومنینؑ میں آنے لگے جو اپنی زبان میں ان حضرات کو اپنا معبود سمجھتے تھے اور سجدہ کرتے تھے آپ نے جواب دیا کہ تم پر وائے ہو میں تمہارے جیسا مخلوق ہوں۔ انہوں نے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم اپنے قول سے میرے بارے میں نہ ہٹے اور بارگاہ

---

[1] ارجح المطالب صد ۲۱

[2] سواد السبیل شرح زاد قلیل عربی ص [illegible] طبع مطبع اثنا عشریہ [illegible] عابد علی لکھنؤ

ایزدی میں توبہ نہ کی تو تم کو قتل کر دوں گا۔ آنے والوں نے ماو راسطہ پر آنے سے انکار کیا۔ آپ نے خندق کھدوا کر آگ روشن کرائی اور قنبرؓ نے ایک ایک کو اپنے کندھے پر لاد کے آگ میں ڈالا اور کہا ہے[1]

انی اذا ابصرت امرا منکرا	اوقدت ناری و دعوت قنبرا
ثم احتفرت حفرا احفرا	و قنبر یحطم حطما منکرا

"جب میں نے اُن کی بدحیائی دیکھ لی تو آگ سلگوائی اور (اپنے غلام) قنبرؓ کو پکارا زمین پر گڑھے کھودے قنبرؓ زیر زمین لکڑیاں (یا ایندھن) جمع کر رہے تھے۔"

مجلسی علیہ الرحمہ نے یہ واقعہ رجال کشی سے بروایت امام محمد باقر علیہ السلام بیان کر کے توضیح کی ہے:-

الزط قوم من السودان والهنود فسلموا عليه وكلموه بلسانهم۔

"یہ حبش کے لوگ اور ہنود تھے جنہوں نے آکر سلام کیا تھا اور آپ نے انہیں کی زبان میں جواب سلام دیا ان کے سرگروہ کا نام محمد بن نصیر نمیری بصری تھا"

علمائے اہل سنت نے بھی اس واقعہ کو نذر قرطاس کیا ہے اور قنبرؓ کی خدمات کا اس موقع پر ذکر ہے بہرحال آگ سے جب دھواں بلند ہوا اور وہ جل کر راکھ ہو گئے تو مولاؑ نے ان کو پھر زندہ کیا تو ان کی زبان پر یہ کلمات[2] تھے۔ "آگ کا عذاب تو آگ کا رب ہی کر سکتا ہے" نصیری اس گروہ کے عقائد کی تائید کرنے والے ہیں۔

اس واقعہ سے قنبرؓ کی طاقت جسمانی کا اندازہ ہوا کہ وہ ستر آدمیوں کو

---

[1] یہ اشعار دیوان صد ۲۴ کے ہیں۔

[2] ارجح المطالب از شفا قاضی عیاض صد ۲۰۲

اٹھا اٹھا کر لائے اور آتشیں کنوئیں میں ڈالا جس طرح علم یزدی سے دوزخ کے ۱۹ موکل کفار کو جہنم میں پہنچائیں گے اور آگ کی لپک ان پر اثر نہ کرے گی۔

علم ہدایت شیم ہاتھ میں

اسلام میں سواہ ہدایت، علم کی وہ اہمیت ہے کہ جس کے ہاتھ میں نظر آئے وہ دوسروں سے ممتاز ہے۔ علمداری کی ہوس بڑے بڑے نمودار لوگوں کو تھی اور جس کو سرکارِ رسالتؐ سے یہ شرف عطا ہوتا تھا وہ زمین پر پیر نہ رکھتا تھا۔ علم کی حفاظت بھی بانیانِ اسلام کے ذمہ تھی کہ مبادا نااہل علم لے کر چین کھڑے نہ ہوں۔ اس لئے وہ کسی امانتدار کے قبضہ میں رہا۔ در ما خانہ سے علمدار کے ہاتھ میں پہنچا یا بھی فضل و شرف سے خالی نہیں۔ قنبرؓ کو یہ عزت بھی حاصل تھی کہ وہ صفین میں علم کے محافظ تھے اور بعید نہیں کہ دشمن سے جنگ بھی کی ہو۔ خود مولاؑ کے منظومہ میں ان کی اس خدمت کا پتہ لگتا ہے۔

اخرمت ناری ودعوت قنبرا قدمہ لوائی لا تؤخر حذر ما

"جب میں نے آتشِ حرب بھڑکا دی تو قنبرؓ کو صدا دی اور کہا علم لا دیر نہ ہو"

صفین کی تصویر کشی لیلۃ الہریر کا کشت و خون ہر دشمن کی خون ریزی پر اللہ اکبر کی صدا صفِ دشمن کے قریب نماز ظہر کے لئے مصلے بچھنا کون نہیں جانتا مگر یہ افادہ کہ علم قنبرؓ لائے مولاؑ کی غلام نوازی تھی احمد درویش نے جس کتابچہ میں قنبرؓ کی آمد کو نظم کیا ہے اس کے ابتدائی شعر کا مصرعہ ثانیہ ٹھیک سے پڑھا نہیں جاتا۔ پہلا مصرعہ یہ ہے "هذا اجری السمع انت ما جری حدواه" اور دوسرے ابتدائی مصرعہ کا بظاہر مفہوم یہ ہے کہ وہ قنبرؓ کو فوج کے جرنیل کے درجہ پر سمجھتا ہے۔ اور یہ رائے صحیح ہے۔

وفادار غلام کے قتل ہونے کی پیشین گوئی

صدیق اکبر امیرالمؤمنینؑ و امورؑ کی یہ پیشین گوئی بھی تھی کہ ایک گروہ[۱] ان کے دوستوں کا دشمن کے ہاتھ سے بیدردی کے ساتھ قتل ہوگا۔ ان میں قنبرؓ کے ذبح ہونے کی خبر دی اور قتل ہونے کی کیفیت بتائی جیسا کہ عنقریب (حال ان کا) آئے گا۔

اس ذمہ دارانہ بیان کا مطلب یہ ہے کہ قنبرؓ اپنی شہادت کے منتظر اور اصحاب امیرالمؤمنینؑ ان کے انجام بخیر ہونے پر گواہ، اور اس عنصر ایمان میں تنہائی کی صحبتوں میں ایک دوسرے کی قربانی کے تذکرے ہوتے تھے اور ہر فرد صبر و تحمل اور ثبات قدم میں پہاڑ تھا جس کے خیالات میں تبدیلی نہ تھی۔

عناصر اربعہ ۴۰ھ سے ۶۰ھ تک

سیرتِ قنبرؓ میں یہ پہلو بڑا غور طلب اور خامہ فرسائی کے قابل ہے کہ صفین کے معرکہ میں تو ان کی یاد تازہ ہوتی ہے اور امام حسنؑ کے زمانۂ حکومت اور امامت میں بھی ان کا نام آ جاتا ہے[۲] اور وہ خدمت گذاری میں عذر نہیں کرتے ور شہادت امام حسنؑ کے بعد دس برس تک ان کا نام صفحۂ تاریخ میں نظر نہ آیا۔ اگر حجاج بن یوسف کا ان کو قتل کرنا طشت از بام نہ ہو چکا ہوتا تو سیرت نگار یہ لکھتے کہ وہ واقعہ کربلا کے پہلے مر چکے تھے۔ ورنہ دشتِ غربت میں ضرور شہید ہوتے۔ سالہا سال کا خلا اور حجاج کے دور میں ان کی شیرانہ گفتگو نے کو الٹ کر زندہ کیا اور نتیجہ سامنے آیا کہ وہ عہد معاویہ میں دوستدارانِ علیؑ کے ساتھ قید ہوں گے، قید سخت ہو یا قید بامشقت یہ رجحانی

۱؎ یہ مناقب ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ طبع بمبئی صفحہ ۱۸۲ کی دو سطروں کا ترجمہ ہے۔

۲؎ ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۵۲ طبع بمبئی۔

نہیں بلکہ یقین ہے اور اس رائے پر جو تائید دستیاب ہوئی وہ یہ ہے
کان لہ الف نسمہ آنحضرتؐ کے ہزار غلام تھے۔ ملہ واقعہ کربلا میں کام
آگئے اور دو کو حجاج بن یوسف نے (یعنی میں قنبرؓ شامل ہیں) قتل کیا۔[1]
واقعہ کربلا میں شہید ہونے والے غلاموں کے نام سلامؓ اور
نصرؓ بتائے گئے ہیں۔ عقل قبول نہیں کرتی کہ جن غلاموں کو شہرت نہ ہو وہ
تو روز عاشور شہید ہو جائیں اور قنبرؓ جو غیر معمولی شہرت کا مالک وہ
رہ جائے اور حجاج بن یوسف کے وقت تک زندہ رہے لہذا ثابت ہے کہ
وہ مختار ابن ابو عبیدہؓ اور دوسرے دوستداران علیؑ کے ساتھ مقید
ہوں گے اور ان کی یہ مدت دراز کی قید واقعہ کربلا میں شرکت سے مانع ہوئی۔

اب انصاف کا مقام ہے کہ قنبرؓ کے دل و دماغ پر آقازادوں کے یہاں
بلا کر شہید ہونے کا کیا اثر ہوگا اور کس طرح زار و قطار روتے ہوں گے۔ اگر
شیعیت کو زمانہ آزادی اور مہلت دیتا تو قنبرؓ کے کان تک معرکہ کارزار کے
کوائف بھی پہنچنا چاہیئے اور وہ دوسرے افراد سے نقل بھی کر سکتے تھے
مگر سرت سلب تھی، زبانوں پر قفل تھے یا سامعین کا فقدان تھا۔

اب رہا یہ امر کہ دو ہستیاں سلامؓ اور نصرؓ کو کیونکر رخصت جہاد ملی
کیا لڑے، کب شہید ہوئے۔ یہ بھی واقعہ نگار کا احسان ہے کہ سیرت علیؑ
میں نام رہ گئے ورنہ آسمان کے لاکھوں ستاروں میں بہت تھوڑے تاروں کے
نام دنیا کو معلوم ہیں کربلا میں بقول دعبلؒ وہ آسمان کے ستارے زمیں پہ ٹوٹ
ٹوٹ کر گرے تھے جو عظمت میں سورج سے بڑے تھے۔[2]

---

[1] مناقب ابن شہر آشوب ۔ یہ دو نام نہ تو زیارت شہدا میں ہیں نہ مقاتل میں
مگر ابن شہر آشوب کا علمی وقار ثبوت میں کافی ہے۔

[2] انا طریت بیت اغیر قومی دانی۔ نجوم سماوات بارض فلوات

واقعہ کربلا میں قنبرؓ کیوں شریک نہ ہوئے؟

الحسینؑ صفحہ ۱۹ میں یہ سوال اٹھایا تھا

قنبرؓ واقعہ کربلا میں کہاں تھے؟ کیا وہ پیرانہ سالی کا عذر کر کے خانہ نشین ہو
چکے تھے۔ کیا تمام عمر کی خدمت گزاری کے بعد وہ آقازادوں کو بھول گئے تھے
ایسا نہیں ہے اور نہ ممکن تھا کہ وہ اولاد مصطفےؐ کو اپنے سامنے کٹتے دیکھتے
اور بیٹھے رہتے۔ صفین کی جنگ میں میدان حرب اک آتشکدہ تھا اور قنبرؓ
اس محاذ پر علمدار تھے۔ روز عاشور کی گرمی سے وہ ہرگز نہ ڈرتے۔ امام حسنؑ کے
زمانہ تک ان کی موجودگی تاریخ سے ثابت ہے اور شہادت حسینؑ کے دس برس
بعد تک صفحۂ تاریخ میں ان کا نام آتا ہے۔ وہ عہد امام زین العابدینؑ میں حجاج بن
یوسف ملعون کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ واقعہ کربلا میں وہ قید سخت میں تھے
اور مختارؓ جیسے مشاہیر کے ساتھ اسیر تھے۔

اس قید و بند میں کہاں ممکن تھا کہ ان کا نام خاندان حضرت میرؑ کے
حالات میں جگہ جگہ آتا۔ امام حسنؑ زندگی بھر بھولے رہیں گے۔ امام حسینؑ کو
یقین تھا کہ قنبرؓ ہوتے تو ذکر کرتے۔ امام زین العابدین علیہ السلام خود اسیر
ہو کر اس سابق کو دل و دماغ میں جگہ دیئے ہوں گے اور جب قنبرؓ کی شہادت
کی خبر سنی ہو گی تو ان کا بھی غم منایا ہوگا۔

میں فضل خدا سے ابوہریرہ نہیں ہوں نہ غلط حوالوں پر میری زندگی
کا اساس ہے

امام مظلومؑ کے مکہ سے سفر میں قنبرؓ کی ایک یاد

واقعہ کربلا میں جبکہ فرزند رسولؐ مدینہ
چھوڑ چکے اور مکہ سے بھی نکلنا چاہتے تھے عبد اللہ بن زبیر سے جو سخت

گفتگو ہوئی اور اس پر مسلمانوں کے جوق جوق آکر بیعت کر رہا تھا۔ اور وہ آپ کے فروغ کو دیکھنا نہیں چاہتا تھا اور اس کا عزم تھا کہ مسلمانوں میں افتراق پھیلایا جا رہا ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ جو حج کے سلسلہ میں آئے تھے اس کی ریشہ دوانی سے اچھی طرح واقف تھے اور جب امامؑ نے مکہ بھی چھوڑ دیا تو ابن زبیر سے ارج کا یہ کہا لقدْ قَرَّتْ عَیْنُكَ یَا ابْنَ الزُّبَیْر۔ اے ابن زبیر اب تیری آنکھیں روشن ہوئیں۔ فرزند رسولؐ مکہ سے بھی نکل گئے۔ یہ دیکھ کر طرفہ بن عبد شاعر کے چار شعر پڑھے جو ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۰۹ طبع بمبئی میں دیکھیں پہلا شعر یہ تھا جس میں قنبرہ کا لفظ آیا۔ یَا لَكِ مِنْ قُنْبَرَةٍ بِمَعْمَرٍ خَلَا لَكِ الْجَوُّ فَبِیضِي وَاصْفِرِي۔ تحقیق لغت میں وہ حاشیہ میں کہتے ہیں قنبرہ مرغ چنڈول کو کہتے ہیں جس کی جمع قنابر ہے لیکن مفرد کے استعمال میں حرف نون کا اظہار ہوتا ہے اور معمر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سبزہ وہ پانی ہو۔ مفہوم یہ تھا کہ امامؑ کی ہوشیاری کے باوجود مکہ سے نکلنے پر اب وہ تیرے شکار ہو سکتے ہیں۔

قنبرؓ نہ تھے تو کچھ پرواہ نہیں دوسرے غلامانِ علیؑ جن کے نام "حسینؑ" میں آچکے اپنا خون بہا چکے مومنین کی نیت اور ارادہ ان کے عمل سے بہتر ہے۔

شہادت اور قاتل کا تعارف

حجاج بن یوسف ثقفی[1] کا نام ظالموں میں سر فہرست ہے۔ اور دنیا کا بچہ بچہ اس فرعون بے سامان کے مظالم آل محمدؐ، اور ان کے دوستوں پر مصائب کے پہاڑ گرانا اور ہنسنا جانتا ہے۔ نمرودؑ و ہامانؑ نے بھی جو ظلم نہیں کیے وہ حجاج کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اس کا عرصہ حکومت عہد اور ابلیس عصر ہونا دیا ہے تاریخ کو تسلیم۔ ابو اسحاق برہان الدین وطوائف نے ما سلسل بشب پرہ چشمی سے کام نہیں لیا اور آزادانہ

[1] عربی تحفہ الکبیر طبع مصر عربی صفحہ ۲۵۳

اپنی تاریخ میں لکھا کہ اس نے زمانۂ حکومت میں جن لوگوں کو قتل کرایا ان کا ذکر نہیں۔ ایک لاکھ ۲۰ ہزار نفوس انفرادی اس کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور اس کے قید خانہ میں پچاس ہزار مرد اور تیس ۳۰ ہزار عورتیں جن میں چھ ہزار پردہ نشین تھیں جیل کی سختیاں برداشت نہ کر سکنے پر زندان میں فوت ہوئیں۔ اس کے وقت کا قید خانہ عورت و مرد کی مخلوط جگہ تھی جہاں سردی اور گرمی سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ بے سقف کی عمارت دیواروں کے سایہ میں جب دھوپ آتی تھی تو قیدیوں کو دھوپ میں کھینچ کر لایا جاتا تھا۔

ایک قنبرؓ وہ سخت جان تھے کہ موت کے چنگل سے زندان میں محفوظ رہے ان کو اس سرکش کے ہاتھ سے سعادت ابدی حاصل ہونے والی تھی۔

(۱) وفا شعار خادم کی شہادت پر اہل تاریخ اس طرح روشنی ڈالتے ہیں کہ حجاج لعین نے ایک دن کہا کہ میرا دل چاہتا ہے اگر کوئی دوستِ علیؑ ملے تو میں اس کو قتل کروں اور خدا کی بارگاہ میں تقرب حاصل کروں۔ لوگوں نے کہا کہ قنبر سے زیادہ خدمتِ علیؑ میں حاضر رہنے والا کوئی نہیں۔ اس اطلاع پر قنبرؓ کو قید خانہ سے بلایا۔

حجاج لعین۔ (قنبرؓ کی طرف دیکھ کر) تو ہی قنبر ہے؟

قنبرؓ: ہاں میں قنبر ہوں۔

حجاج لعین۔ علی کے غلام ہو۔

قنبرؓ۔ میرا مولا خدا اور ولی نعمت علیؑ ہیں۔

حجاج لعین۔ علی کے دین سے بیزاری اختیار کرو۔

قنبرؓ۔ مجھے ان کے دین سے بہتر کوئی دین بتا؟

حجاج لعین۔ میں تمہیں قتل کروں گا کس طرح قتل ہونا پسند کرو گے؟

قنبرؓ: قتل ہونا تیری ہی رائے پر چھوڑتا ہوں۔
حجاجؒ نے اصرار کیا آخر میں قنبرؓ نے فرمایا مجھ سے میرے آقا نے کہا تھا کہ تیری موت نہیں ہوگی مگر بلا وجہ ذبح ہونے سے۔ حجاج نے قنبرؓ کو ذبح کر دیا۔

(۲) شہید ششوستری نے رجال کشی کے حوالہ سے جو لکھا ہے وہ اصل ماخذ میں میں نے خود بھی بچشم خویش دیکھا مگر مترجم آگرہ مذکور الصدر جلد میں اس طرح ترجمہ کرتے ہیں جب قنبرؓ کو حجاج بن یوسف کے پاس لائے تو اس نے پوچھا:

حجاج:- علیؑ[1] کی خدمتوں میں سے کون سی خدمت تمہارے متعلق تھی؟
قنبرؓ:- میں حضرتؑ کے وضو کے لئے پانی لایا کرتا تھا۔
حجاج:- وہ جب وضو سے فارغ ہوتے تو کیا کہتے؟

قنبرؓ:- اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین۔ جس کا ظاہری ترجمہ یہ ہے "پس جب بھول گئے وہ لوگ اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ہر چیز کے دروازے ان پر کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ پائی ہوئی چیز سے خوش ہوئے تو ہم نے ان کو دفعتہً گرفتار کیا۔ پس وہ

---

[1] ترجمہ مجالس المومنین صفحہ ۲۹۵ ارجح المطالب میں اس محل پر کفایۃ الطالب محمد بن یوسف گنجی شافعی کے قلم کی جو اضافہ لکھے ہیں وہ یہ ہیں اخبرنی امیر المومنین ان میتتی تکون ذبحا ظلما بغیر حق فامر به فذبح "امیر المومنینؑ نے خبر دی ہے کہ میری موت نہیں ہوگی مگر بلا وجہ از روئے ظلم ذبح کیے جانے سے حجاج نے ان کو ذبح کر ڈالا" (ارجح صفحہ [illegible] اختر کتبہ)

ناامید ہو گئے۔ پس ظالموں کی جڑ کاٹ ڈالی گئی اور سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جو تمام عالمین کا پالنے والا ہے۔"
حجاجؒ: (غصہ سے آگ بگولہ ہو کر) میرا گمان ہے کہ وہ اس آیت کی تاویل ہم لوگوں کی شان میں کرتے تھے اور ہمیں لوگوں کو ظالم سمجھتے تھے۔

قنبرؓ:- ہاں ایسا ہی ہے۔
حجاج:- اگر میں تمہاری گردن مارنے کا حکم دوں تو کیا ہو؟
قنبرؓ:- میں سعادتمندوں میں ہوں گا اور تو شقیوں میں سے۔
حجاج نے حکم دیا کہ قنبرؓ کا سر جدا کیا جائے۔ وہ درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔
یہ وہ دلیرانہ گفتگو تھی جو قنبرؓ نے بڑھاپے میں کی اور جام شہادت پی کر سو گئے۔ یقیناً خدا کی جیتی جاگتی یادگار بظاہر تو ظالم بادشاہ کے نجس ہاتھ سے مٹ گئی مگر تو یہ جب تک آقا کا نام باقی ہے اس وقت تک مظلوم غلام فراموش نہ ہوگا۔
شہادت قنبرؓ کا ذکر لسان الواعظین صفحہ ۲۹۲ میں بھی ہے۔

(توضیح) حجاج بن یوسف کو عبدالملک بن مروان نے ۷۵ھ ہجری میں گورنر عراق مقرر کیا اور شوال ۹۵ھ میں اس کی حکومت ختم ہوتی ہے۔ اس لئے قنبرؓ کی شہادت انہیں حدود اور امام زین العابدینؑ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ دیکھو ملتان کراچی کے مدارس دینیہ کی برسی کر رہے ہیں۔ زندہ دلان پنجاب سے میری خواہش ہے کہ یوم قنبرؓ منائیں۔ آغا مہدی)

مزار قنبرؓ آخوند مرزا قاسم علی صاحب کشمیری مرحوم و مغفور اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:-

---

[1] زاد الزائرین حصہ اول صفحہ ۲۹ آج کل کے سفرناموں میں بھی بغداد کی زیارات میں قبر قنبرؓ کا ذکر ہے۔

"بغداد کے محلہ یہود و نصاریٰ کے درمیان ایک محلہ قنبرؓ کے نام سے موسوم ہے
وہاں یہ وفا شعار غلام آرام کر رہا ہے اور تو پ اقبال، مدولہ بہو ستا بزادہ اودھ کی
رباعی ایک تختہ پر لکھی ہوئی آویزاں ہے ۔

ہم قنبر ہست قنبر من — مالک سر و ما است حیدر من
نعل و نعلین و دل دل قنبر — جیغہ تاج و پر افسر من

اس مزار کے پاس ایک پتھر کا مینڈھا بنا ہوا ہے جس کے متعلق مشہور ہے
کہ جو شخص جس کام کے لئے نیت کر کے اس مینڈھے کو اٹھا لیتا ہے وہ کام ضرور ہوتا
ہے۔ اگر وہ کام نہ ہونے والا ہو تو وہ مینڈھا ہرگز نہیں اٹھتا۔ عربوں کی یہ حدت
مستحسن نہیں ہے۔

جد امجد حضرت عمرؒ اعلی اللہ مقامہ نے جبکہ بعد دیں اس قبر کی
زیارت کی تھی اپنی کتاب ... میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے
آج جو رستے آسانی سے طے ہوتے ہیں اس وقت تیر اور
پیدل سفر کے سوا دوسرا ذریعہ پہنچنے کا نہ تھا۔

مزار کی دو حیثیتیں ہیں۔ خادم مولا کی قبر اور شہید راہ خدا کی آرام گاہ جس
سے قاتل کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ وہ قتیل جو اپنی وفا اور کمالات میں قادر الکلام
مقرر اور جلیل عالم تھا قنبرؓ سے روایات کا یاد جانا اور دوسرے غیر معروف
غلاموں سے راویوں کا اخذ معلوم تھا ہے کہ دور عصبیت میں یحییٰ بن کثیر سے نقل روایت
میں محدثین کو ڈر رہتا ان کو عام لوگ علیؑ کا غلام نہیں سمجھتے تھے، اور قنبرؓ کا نام
بیان کرنے کے ساتھ آقا کا تصور ہے۔ اس لئے قنبرؓ کی روایات کا فقدان ہے اور
ان کے علوم کنز مخفی ہو کر رہ گئے۔

اولاد

نصرؓ محترم کی اولاد کا کئی پشت تک وجود رہا۔ قنبرؓ کے بارے میں
بجز خاموش رہنے کے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ فضہؓ کو نا کتخدا سمجھنا شریعت
سے اعلانِ جنگ، تاریخ سے تصادم اور جہل پروری ہے۔

مظلوم غلام کی شہادت پر آقا زادہ کا تاثر

سیرت امام زین العابدین علیہ السلام میں ہے کہ
جب وہ کسی مرنے والے کی سنائی سنتے تو یہ دعا پڑھتے تھے قنبرؓ کا قتل ان کے
مصیبت زدہ دل کے لئے بہت زیادہ رنج و ملال کا سبب ہوگا۔ یہ صحیفۂ سجادیہ
کی چالیسویں دعا ہے۔

(ترجمہ) اے معبود محمدؐ اور اس کی آلؑ پر رحمت بھیج اور لمبی امید سے ہمیں
بچا اور سچے عمل کے ذریعے سے اس امید کو ہم سے کم کر تا کہ کسی گھڑی کے بعد کسی
دوسری گھڑی کے پورے ہونے اور ایک دن کے بعد دوسرے دن کے کامل ہونے
اور ایک سانس کے بعد دوسری سانس سے متصل ہونے اور ایک قدم کے بعد دوسرے
قدم سے ملنے کی ہم امید نہ کریں اور اس کے دھوکہ سے ہمیں محفوظ رکھ اور اس
کی برائیوں سے ہمیں بے خوف کر اور موت کو میرے سامنے برقرار رکھ اور اس کی یاد
میں ناغہ نہ ڈال اور نیک کاموں میں سے ہمارے لئے وہ کام قرار دے جس کے
ہوتے ہوئے تیرے پاس آنے کے وقت کو دیر سمجھیں اور تجھ سے جلد ملنے کی اسی
کام کے سبب سے خواہش کریں یہاں تک کہ موت ہماری ایسی دلچسپی کی چیز ہو
جائے جس سے ہم دلچسپی حاصل کریں اور ایسی الفت کی چیز ہو جائے جس کے
ہم مشتاق ہوں اور ایسے ہمارے عزیز و قریب بنی رہے جس سے قریب ہونے کو
ہم پسند کریں۔ پھر جب تو اسے ہم پر اتارے، اور اسے ہمارے پاس لائے تو پھر
ہم کو اس کی وجہ سے نیک بخت کر اور اس سے ہم کو مانوس کر جبکہ وہ

ہے اور اس کی مہمان نوازی سے ہم کو محروم نہ کر اور اس کی ملاقات سے ہم کو رسوانہ کر اور اسے ہماری بخشش کے دروازوں میں سے ایک دروازہ بنا اور اپنی رحمت کی کنجیوں میں سے ایک کنجی۔ ہم کو موت دے تو ہدایت یافتہ نہ راہ بھٹکے ہوئے فرماں بردار نہ مکروہ سمجھنے والے توبہ کرنے والے نہ گناہ کی علت کرنے والے اور نہ اصرار کرنے والے۔ اے نیکوکاروں کے بدلے دینے کے ذمہ دار اور اے خرابی پیدا کرنے والوں کے کام کے درست کرنے والے۔" اقتباس کو نظر انداز کر کے ترجمہ پر اکتفا کی ہے جس میں دو مقام قابل غور ہیں۔

(۱) اصل دعا میں حامۃ ہے جس کے معنے عموماً لغت میں یہ ہیں الحامۃ الخاصۃ وحامۃ الرجل خاصتہ من ولدہ وذوی قرابتہ ویقولون ھولاء حامتہ ای اقرباءہ۔ یعنے حامہ خاصہ کے مرادف ہے۔ اور حامۃ الرجل کے معنے یہ ہیں اس شخص کے خاص لوگ اولاد اور رشتہ داروں میں سے چنانچہ عرب کہتا ہے وہ ہیں اس کے حامہ تو مراد قرابتدار ہوتے ہیں۔ یہ لفظ اصل میں آیہ تطہیر کی تفسیر میں قول نبیؐ سے ماخوذ ہے "ھولاء اھلبیتی وخاصتی وحامتی" تعجب ہے کہ نجارہ ترجمہ کیوں کیا گیا اگر نجارہ کے معنے میں کسی لغت میں استعمال ہوا ہو تو اس جگہ وہ معنے درست نہیں۔ اسی لحاظ سے محترم معاصر مولانا مفتی جعفر حسین صاحب دام ظلہ نے انہی معنوں میں ترجمہ کیا ہے۔

سلہ صحیفۂ کاملہ مترجم مولانا سید محمد ہارون زنگی پوری طبع دوم ۱۹۲۲ء مطبع یوسفی دہلی ص ۲۳ سلہ معجم الطالب ص ۲۰۴ مصر۔

انتباہ:۔ بعض افاضل کو اپنے مقالہ حقوق ہمسایہ میں دھوکا ہوا ہے کہ امام غزالی صحیفۂ کاملہ کو زبور آل محمد اور انجیل اہلبیت کہتے ہیں (محترم جریدہ شیعہ لاہور مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء ص) ایسا نہیں ہے مفتی اعظم قسطنطنیہ

(۲) موت کو امامؑ نے دروازہ قرار دیا ہے اور یہ مطلب دعا ثمانات میں موجود ہے کہ ہر شے کا دروازہ ہوا کرتا ہے۔ کوئی چیز بغیر دروازہ کے نہیں۔ موت کے بعد آخرت دارالقرار ہے۔ خدانخواستہ کسی عزیز اور دوست کی خبر وفات پر ہم کو بھی یہ دعا پڑھنا چاہیئے۔

علمائے دین کی نظر میں قنبرؓ کی وقعت

محبت کے جرم میں خونریزی

شیعی علماء اور صاحبانِ کمال میں ابو یوسف ابن اسحاق بن سکیّت علم نحو کے مشہور آفاق استاد متوکل عباسی کے لڑکوں کو پڑھاتے تھے۔ ان کی علمی قابلیت اور دماغ نے اس عہدہ پر پہونچایا تھا اور وہ بھی زمانہ کے دورِ حاضر میں اس منصب کو غنیمت سمجھتے تھے مگر نجابت مرنج رویہ اوقات تعلیم میں رہا۔ مذہبی چھیڑ چھاڑ کیسی مگر ظالم فرمانروا کو فکر تھی کہ کسی طرح درس دینے والے کو راہِ راست سے ہٹایا جائے مگر تو بہ محبت علیؑ پتھر کی چٹان سے زیادہ مضبوط اور سینہ چوڑی ہوئی دلوا سے زیادہ سخت اوقات درس میں متوکل کو آنے کا حق بھی نہ تھا وہ مصاحبت کے لئے نہیں وابستہ ہوئے تھے پڑھانے کو آتے تھے۔ یکایک متوکل نشۂ نخوت سے سرشار سامنے آیا اور پوچھا۔

متوکل:۔ (مولوی جی) تمہیں میرے دونوں بیٹے معتز اور موید زیادہ پیارے ہیں یا حسنین (علیہما السلام)

سلیمان بلخی نے ینابیع المودۃ ص ۴۸۱ طبع ممبئی میں زبور اہلبیت کا درجہ دیا ہے۔ البتہ انجیل اہلبیت قرار دینے کا غیروں کی کتابوں میں ثبوت نہیں دستیاب ہوا۔

ابن سکیتؒ:۔ (غصہ سے بے قابو ہو کر) متوکل! تجھ سے اور تیرے دونوں بیٹوں سے میرے نزدیک قنبرؓ بہتر ہے۔

متوکل نے حکم دیا کہ ان کی زبان گدی سے کھینچی جائے اور وہ ۲۴۴ھ میں سزایاب ہو کر شہید ہو گئے۔

(دیکھو تاریخ زین الدین بن عمر وردی صفحہ ۲۲۸ مکتبہ ممتاز العلماء)

ایک محب علیؑ ہی قتل نہیں ہوا بلکہ علم و کمال کا چراغ گل کر دیا۔

تصویرِ قنبرؓ

یادش بخیر حسین آباد ٹرسٹ لکھنؤ کے مشہور زمانہ شاہی امام باڑے میں جو شیشہ آلات اور تبرکات سے آراستہ ہے صحنِ حسینیہ کی طویل تہہ میں دُلدل (ذوالجناح) کا مجسمہ ہے اور باگ ہاتھ میں لیے ہوئے حبشی غلام معمارِ عمارت نے کچھ اس طرح سے بنا لیا ہے کہ انسان دیکھتا رہ جاتا ہے۔ یہ فعل کاریگر کا ابتدا و وقت میں کسی طرح صحیح نہ تھا مگر تشکیل کے بعد اس کا توڑنا خالی از اشکال نہیں۔ سرکارِ دو عالمؐ نے بروزِ بت شکنی جو بت حضرت ابراہیمؑ کی صورت کا تھا اس کو توڑا انہیں دفن کرا دیا (لواعج الاحزان) اس لیے زائرین حرمت و تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور شبِ عاشور محرم کی روشنی دیکھنے خلائق کا وہ ہجوم ہوتا ہے کہ چوک سے آسانی سے راہ گیر گذر نہیں سکتا۔ خداوندِ عالم بجارت کے جملہ مساجد اور مقامات متبرکہ کو کفار اور مشرکین کی شر سے محفوظ رکھے۔

ادبیات

مولوی رومؒ

آنکہ او را یا علی از جہل ہمسر میکنی ۔۔۔ نیست فخرش ہیچو فخر کفش قنبر داشتن

سنائی

آنکہ او ز ابر علیِ مرتضیٰ خوانی امیر ۔۔۔ با مراد میتواند کفشِ قنبر داشتن

شمس تبریزؒ

شمس شدہ چاکرت گرد رہِ قنبرت ۔۔۔ نہ فلک خاک درت شاہ سلام علیک

دیگر

آیۂ انما بُرت، تاج ز لافتی سرت ۔۔۔ شمس غلام قنبرت دم بہ دم علیؑ علیؑ

کاشی

السلام اے صاحب محراب و منبر السلام ۔۔۔ السلام اے خواجہ سلمان و قنبر السلام

خواجہ بقا

قنبرؓ و من خواجہ تاشیم خواجہ تاشی از ازل ۔۔۔ زآن غلام مرتضےٰؑ ام زان غلام مرتضیٰؑ

حافظ شیرازی

مردی ز کنندۂ درِ خیبر پرس ۔۔۔ اسرارِ کرم ز خواجہ قنبر پرس

گر تشنۂ رحمتے است تو اے حافظ ۔۔۔ سرچشمۂ آن ز ساقیِ کوثر پرس

غالب

قنبر و دیں میانہ گر سر گران شود ۔۔۔ برخیزم و دستیزہ بہ قنبر برآوردم

علامہ اقبال

جانم بہ غلامیِ تو خوشتر ۔۔۔ سر بر زدہ ام ز جیب قنبر

دیگر

نعرۂ حیدر نوائے بوذر است ۔۔۔ گرچہ از حلق بلال و قنبر است

لال شہباز قلندرؒ

آن علی است ساقیِ کوثر ۔۔۔ آن علی حاکم قضا و قدر

آن علی قاسم نعیم و سقر ۔۔۔ قنبرش را زجانِ حیدر

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

نظام الدین حیا دارد کہ گوید بندۂ شاہم   ولیکن قنبرا دستا کمینہ یک گدا باشد

بوعلی شاہ قلندرؒ

ہست علیؑ حاکم قدیر و قدر   قنبرش ہر دو منم زجان چاکر

خواجہ حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ

پیروی احمد مرسل کنم   بندگی خواجہ قنبر کنم

شاہ نعمت اللہ ولیؒ

مسند نشین مجلس ملک ملائکہ   دوار ذوی مرتبہ و جاہ قنبر است

طوطی ہند امیر خسروؒ

اے بندہ مومن! بہ مہر خواجۂ قنبر   امام حاضر و غائب امیرالمومنین حیدر

مستان شاہ مجذوب کابلی

شہباز اوج وحدت و سیمرغ قاف قدس   سلطان ہفت کشور و مولائے قنبر است

مولوی محمد جلال الدین رومیؒ

نور پیمبرؐ علی ست، فاتح اکبر علی ست   صاحب قنبرؓ علی ست گوش کن و دم مزن

شہنشاہ اکبر مغل اعظم

ز قید خسروی ہر دو کون آزاد است   کسے کہ از دل و جان شد غلام قنبر او

محبوب راجہ محمود آباد

قنبراں چاکر باوفائے علیؑ   من فدائیش کہ بود او فدائے علیؑ

ناصر علی سرہندی تخلص علی اور وہ سید علوی تھے

گر از حسب بپرسی قنبرم قنبر   دگر از نسب بگوئی اولاد مرتضیٰ ایم

میر انیس

پوچھیں گے نکیرین تو کہہ دوں گا انیسؔ   قنبر کا جو مولا ہے غلام اس کا ہوں

مرزا سلامت علی دبیرؔ

سب ثنا خوانوں سے کمتر ہے دبیرؔ   بندۂ سلمان و قنبر ہے دبیرؔ

سید خورشید حسن عرف دولہا صاحب عروجؔ

اللہ اللہ یہ غلامی علیؑ کا ہے شرف   مشکلیں حل ہو گئیں جب نام قنبر لے لیا

علی نقی متقی

دیر سے پہنچے درِ شاہِ نجف پر ہم فقیر   ایک عہدہ تھا غلامی کا وہ قنبر لے گئے

ولہ

غلامی ساقی کوثر سلیمانوں سے بہتر ہے   وہ ظاہر میں تو قنبر ہے نصیبہ کا سکندر ہے

آغا سرحسین لکھنوی

اللہ رے غلامی حیدر کی برتری   ہے حسن یوسف کی خریدار قنبری

نادمؔ نیشاپوری

احساسِ مساوات کا پیکر دیدے   آقائی سے بے نیازی حیدر دیدے

اس دورِ غلامی کو مٹانے کے لیے   اس عہد کو یا رب کوئی قنبر دیدے

ناطقؔ امروہوی

کوئی سلمان نہیں ملتا کوئی بوذر نہیں ملتا   ہمیں دونوں جہاں میں ثانی قنبر نہیں ملتا

رضا بخاری

سایۂ شبیرؑ و شبرؑ ہیں علیؑ و فاطمہؑ   قبلۂ سلمانؓ و قنبرؓ ہیں علیؑ و فاطمہؑ

آرزو لکھنوی

وہ کون خواجۂ قنبرؓ علیؑ عالی قدر
ولی خاص خدا کا، نبیؐ کا محرم راز

تاثیر نقوی

ہے جس کی مدح اسی کی عطا ہے یہ تحریر
وگرنہ خواجہ قنبرؓ کہاں، کہاں تاثیر

غ، ح، اسیر ایرانی

یہ قنبرؓ کا نصیبہ تھا یہ فضہؓ کی قسمت تھی
نہیں ملتی فضیلت بھی کسی کو یوں مقدر سے
غلامی حضرتِ مولا علیؑ کی عین ایماں ہے
غلامی میں مزہ کیا ہے؟ یہ پوچھے کوئی قنبرؓ سے

آمد اصغرؑ اور جناب قنبرؓ

از نتیجہ فکر۔ جناب واجد علی شاہ مرحوم تاجدار اودھ

رن میں ابرو کماں کی آمد ہے
اصغرِ بے زباںؑ کی آمد ہے
سب پہ ظاہر اس کے جد کا حال
صاحب گھر لے کیا جو سوال
نان دلوائے شہ خجستہ خصال
بولے قنبرؓ سے آپ نان نکال
بھوکا ہے اب دیر نہ کر قنبرؓ
جلد سائل کو سیر کر قنبرؓ
بولے قنبرؓ کہ نان ہے شتر پہ بار
کہا دیدے شتر کی اس کو مہار
کہا شتر ہے میانِ قطار
کہا قطار دیدے بے تکرار
سنتے ہی حکم میرِ کوثر کا
ریسماں کو چھوڑ کر پیر کا
پوچھا مولاؑ نے کیا سبب اس کا
کہا دل میں میں اپنے یہ سمجھا
بحرِ بخشش ہے جوش پہ تیرا
مجھ کو دے دے تو کیا کروں مولاؑ

ایسا فیاض کا یہ پوتا ہے
جان پانی بغیر کھوتا ہے

ہدیہ بصد شکریہ:۔ جناب سید حسن حیدر صاحب زیدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا صاحب العصر والزمانؑ المدد

قسم خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں
غمِ حسینؑ کا جو اہتمام کرتے ہیں

نام کتاب

حسینؑ حسینؑ

مرتبہ و مؤلفہ

محمد وصی خاں

شخصیت امام عالیمقام پر حیرت انگیز معلوماتی تحقیقی بے مثال۔ مضامین کا نایاب مجموعہ جس کو پہلی بار اس کتاب میں یکجا کیا گیا ہے۔ ہزاروں سال کی محنت، ہزاروں سال کا نچوڑ اور ہزاروں روپیہ کی کتابوں سے حاصل کیا ہوا مواد

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام بارگاہ کھارادر کراچی ۷۴۰۰۰

فون 2431577